میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں بہتر دوزخی ہونگے اور ایک جنتی وہ وہی فرقہ ہو گا جو میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر ہو گا۔ الحدیث
۷۳
اسلامی فرقے
اور ان کی
تاریخ و عقائد
تالیف
الشاہ مفتی غلام سرور قادری
مرکزی ادارہ :
مکتبہ مصباح القرآن
(جامعہ غوثیہ) گلبرگ ۰ لاہور

24-12-88

۷۳ اسلامی فرقے

اور ان کی

تاریخ و عقائد

الشاہ مفتی غلام سرور قادری

نام کتاب ــــــــــــ ۷۳ تہتر فرقے

تالیف ــــــــــــ الشاہ مفتی غلام سرور قادری

طباعت ــــــــــــ اول

مطبع ــــــــــــ عباس سرور پرنٹنگ پریس لاہور

بار ــــــــــــ اول ۱۴۰۹ھ - ۱۹۸۸ء ماہ جمادی الاولیٰ

تعاون ــــــــــــ حضرت الحاج عبد الرشید قریشی ستارۂ خدمت
سرپرست ادارہ ہذا۔

ہدیہ ــــــــــــ

مقامِ اشاعت ــــــــــــ دار العلوم غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

ناشر ــــــــــــ مرکزی ادارہ مصباح القرآن لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ مصباح القرآن (رجسٹرڈ)
مین مارکیٹ گلبرگ - لاہور

فہرست مضامین

پیش لفظ

میرے واجب الاحترام حضرت الحاج عبدالرشید قریشی مدظلہ العالی ستارۂ خدمت و سرپرست ادارہ ہذا و حضرت الحاج میاں ذکاء الرحمٰن سابق رکن مجلسِ شوریٰ پاکستان نے راقم سے بار بار فرمائش کی کہ اہلسنت وجماعت کے علاوہ جو فرقے ہیں، جنہیں ہم اہلسنّت گمراہ سمجھتے ہیں۔ ان کے کچھ عقائد ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ کتابی صورت میں چھاپے جائیں تاکہ عوام اہلسنّت ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور تاکہ وہ فرقے خود اپنے خیالات پر نظر کریں۔ شاید اُنہیں اپنے غلط خیالات کا احساس ہو اور وہ توبہ کرکے راہِ راست پر آجائیں۔ لہٰذا ان بزرگوں کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ نیز راقم دردمندانہ طور پر تمام فرقوں سے عموماً اور علماء دیوبند سے خصوصاً اپیل کرتا ہے کہ وہ ان عقائد وخیالات پر مشتمل عبارتوں کو اپنی کتابوں سے نکال دیں جن کی ہم نے نشاندہی کردی ہے اور ان عبارات سے رجوع اور اُن کے قائلین سے برأت کا اظہار و اعلان فرماکر اتحادِ امت کے لیے راستہ ہموار کریں کیونکہ وجہ اختلاف و سبب تنازع یہی خیالات اور عبارات ہیں۔ کاش کہ وہ بزرگان دیوبند ان عبارات کو سپردِ قلم نہ کرتے اور امت میں انتشار و افتراق کا بیج نہ بوتے۔ اب جبکہ وہ دنیا میں نہ رہے موجودہ حضرات علمائے دیوبند تو ان عبارات کو کتابوں سے نکال کر قائلین سے برأت کا اظہار و اعلان کرسکتے ہیں۔ اس اقدام میں انہیں اتحادِ ملت کا سچا داعی تصور کیا جائے گا اور روزِ آخرت ان کو سرخروئی بھی نصیب ہوگی۔

دعا گو

[illegible]

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔

تمہید:

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ومعرفت کے لیے ہی پیدا فرمایا اور اس میں شک نہیں کہ انسان اللہ تعالےٰ کی عبادت کا فریضہ انجام دینے اور اسکے عرفان وقرب کے حصول کے لیے اسکی ہدایت وراہنمائی کا ہی محتاج تھا۔ اگرچہ اس نے انسان کو عقل وشعور کی نعمت بخشی جس سے صحیح کام لیکر انسان اسکی ذات تک رسائی حاصل کر سکتا تھا مگر اسکی فیاضی اور لطف وکرم نے انسان کی دستگیری فرمائی کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری فرمایا پھر ان پر صحیفے اور کتابیں نازل کرکے ان کے ذریعے بندوں کو اعتقاد وعمل کا صحیح راستہ دکھلایا، عقل وشعور سے صحیح کام لینے والوں نے اس کے پیغبروں کے ذریعے بھیجی گئی اسکی ہدایات وتعلیمات کو اپنے لیے مشعل راہ قرار دیا اور اس کی روشنی میں گامزن ہو گئے لیکن ان کے برعکس عقل وشعور سے صحیح کام نہ لینے والوں بدفہموں نے اللہ تعالےٰ اور اسکے بھیجے ہوئے پیغبروں کی تعلیمات کو پس پشت ڈالا اور شیطان کے پیروکار ہو گئے، اور نادانیوں اور شیطانیوں کے مرتکب جاری رہے حتیٰ کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

دنیا میں ظہور ہوا آپ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔ آپ کے بھی ماننے اور نہ ماننے والے دونوں گروہ ہوئے، ماننے والوں کو مومن اور نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی بخشی جس سے کفار جل اٹھے اور انہوں نے باہمی صلاح و مشورے سے اپنے چالاک اور عیار لوگوں کو ایمان و اسلام کا لبادہ اوڑھا کر مسلمانوں میں داخل کر دیا جن کے دلوں میں کفر اور زبانوں پر کلمۂ اسلام تھا۔ ان کا نام منافق رکھا گیا۔ ان منافقوں کا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دین آپ کی شریعت اور آپ کے ماننے والوں کے خلاف سازش کرنا اور رخنہ اندازیاں کرنا تھا، اور بعض اوقات ان کی سازشوں سے بعض سادہ لوح مسلمان بھی متاثر ہو جاتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد فتنۂ شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ، فتنۂ ظہورِ خوارج و نواصب فتنۂ رفض و تشیع پھر فتنۂ اعتزال ایسے کئی فتنے پیدا ہوئے اور امت میں افتراق و انتشار کا باعث بنے پھر ان گمراہ فرقوں کے کچھ خیالات و افکار امام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد ابن قیم جوزیہ نے اپنائے پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی ان سے متاثر ہوئے بلکہ ان سے کئی قدم آگے بڑھ گئے اور اپنے سوا سارے جہان کے مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے کر ان کے قتل کو مباح اور ان کے مال کے لوٹ لینے کو جائز قرار دیا اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر کے ہزاروں اہلسنت مسلمانوں کو شہید کیا مزارات گرائے۔ اور ہندوستان کے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے جنہیں شاہ اسمٰعیل شہید کہا جاتا ہے جو دراصل غیور سنی مسلمان پٹھانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے وہابیانہ خیالات سے متاثر ہوئے اور اسکی کتاب "کتاب التوحید" کا اردو ترجمہ کر کے "تقویۃ الایمان" کے نام سے شائع کیا، پھر اس سے علماء دیوبند متاثر ہوئے

چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ آئے گا۔ ادھر سے رافضیت وشیعیت نے اور دوسری طرف سے وہابیت نے، دیوبندی، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے مختلف ناموں سے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔ اس لیے ضروری تھا کہ سنی مسلمانوں کو ان کے خطرناک عقائد سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ان سے بچیں اور اپنی نسلوں کو بھی ان سے بچنے کی نہ صرف تاکید کریں بلکہ وصیتیں کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ باطل فرقے ہمیشہ اتحاد کا درس دیتے ہیں اور اختلاف کو مٹانے کی تلقین کرتے ہیں مگر ہم سنی مسلمان بحمدہٖ تعالیٰ ان سے بڑھ کر اتحاد کے داعی اور اختلاف کے مٹانے کے حق میں ہیں مگر اس شرط پر کہ وہ اپنے باطل خیالات وافکار سے دستبردار ہوں جن کی ہم نے اس کتاب میں انکی کتابوں کے حوالوں سے نشاندہی کر دی ہے اور اگر وہ ان باطل نظریات کو اپنائے رکھنے پر مصر ہوں تو اہل سنت کے ساتھ بیٹھ کر علمی طریقے سے تبادلۂ خیال کریں۔ اہل سنت حاضر ہیں۔ فباللہ التوفیق۔

دعاگو مفتی غلام سرور قادری مؤسس ومہتمم جامعہ غوثیہ گلبرگ لاہور

۱۳ نومبر ۱۹۸۶ء

اختلاف

شروع شروع میں روئے زمین پر بسنے والوں میں کوئی اختلاف نہ تھا سب ایک ہی عقیدہ رکھتے تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(البقرہ : ۲۱۳)

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اُتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن حکم آ چکے آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دے

(ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی رح)

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہدِ نوح علیہ السلام تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح ع کو مبعوث فرمایا یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں۔

(خازن ج ۱ صفحہ ؟)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط (یونس: ۱۹)

اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہوئے۔

پھر مشیت ایزدی دیکھئے کہ لوگوں کے آزمانے کو ان میں اختلاف اور جھگڑے رونما ہوئے، تاکہ حق و باطل کی معرکہ آرائی میں حق پرست اور باطل پرست ایک دوسرے سے جدا ہو کر معرض ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط (المائدہ: ۴۸)

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف پہل کرو۔

اس میں بتا دیا گیا کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو لوگوں کو اختلاف میں نہ پڑنے دیتا، ایک ہی عقیدہ پر رکھتا، جیسے بنی اسرائیل کو زبردستی طور پر اور جبری و قہری صورت میں تورات کو قبول کرکر چھوڑا کہ ان پر طور پہاڑ کو اٹھا دیا اور وہ خوف کے مارے سجدہ میں گر گئے اور تورات کو قبول کر لیا۔ لیکن اللہ چاہتا تھا کہ اے لوگو! وہ تمہارا امتحان لے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ ہر زمانہ کے مطابق و مناسب اس نے جو تمہیں احکام دیئے کیا تم ان پر صحیح یقین و اعتقاد کے ساتھ ان کو قبول کرتے اور عمل کرتے ہو یا حق کو چھوڑ کر خواہش نفس کے پیچھے چلتے ہو (کما فی ابی السعود)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُوْنَ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر رکھتا لیکن اللہ تعالےٰ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے اور

مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (الشوریٰ: ۸)

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (ھود: ۱۱۸)

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی دین یعنی اسلام پر ایک ہی امت بنا دیتا اور لوگ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے لیکن جن پر اللہ نے رحم و کرم کیا، وہ ہدایت و اعتقاد صحیح پر رہیں گے جبکہ دوسرے اختلاف میں پڑ گئے یعنی اپنا راستہ الگ اختیار کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق اختلاف والوں کو اختلاف کے لئے اور رحمت والوں کو اتفاق کے لیے پیدا کیا، امام اشہب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تاکہ ایک فریق جنت میں ہو اور دوسرا فریق جہنم میں اور اہلِ اختلاف کو اختلاف کے لیے اور اہلِ رحمت کو رحمت کے لیے پیدا کیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو فریق بنایا ایک فریق پر رحم کرتا ہے اور دوسرے پر رحم نہیں کرتا۔

(تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۱۱۴ - ۱۱۵)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے

مَنْ يَّشَاءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل: ۹۳) — اور ضرور تم سے تمہارے کاموں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یعنی اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا اور تم سب ایک دین پہ ہوتے لیکن اس نے امتحان لینے کو تمہیں تمہارے حال پہ چھوڑ دیا جس سے تم اختلاف میں پڑے پھر جس پر اللہ کا فضل ہوا وہ ہدایت پر رہا اور جو اس کے فضل وکرم اور ہدایت کا طلبگار نہ ہوا اور ہدایت سے منہ پھیر لیا وہ گمراہ ہوا، اللہ تعالے نے بھی اس سے فضل وکرم کو دور رکھا اور عدل کا مظاہرہ کیا، اور اسے گمراہی کی طرف جانے دیا۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے کی مشیت یہی تھی کہ لوگ اپنی سوجھ سے کام لیں اور حق و باطل کو خود پہچانیں کیونکہ ان پر حق و باطل کے راستے واضح کر دیئے گئے لہذا لوگوں کا اختلاف حکمتِ خداوندی اور مشیت ایزدی کے تحت ظہور میں آیا۔ جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا وہ اہل حق (اہل سنت وجماعت) سے ہوا اور جنتی قرار پایا اور جس نے بصیرت اور صحیح فکر سے کام لینے کی بجائے تعصب و ہٹ دھرمی کا راستہ اختیار کیا وہ گمراہ اور جہنمی ٹھہرا۔ اور اللہ تعالی کے فرمان " لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ " (ہود آیت ۱۱۸) کہ لوگ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے " سے ظاہر و واضح ہوا کہ اختلاف کبھی ختم نہ ہوگا، حق و باطل کا معرکہ ہمیشہ قائم رہے گا اور لوگ ایک دین پر اکٹھے نہ ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے ایک جنتی اور بہتر دوزخی ہوں گے۔ قرآنی ارشادات کے عین مطابق ہے اور نیز قرآن کے فرمان " يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ (النحل: ۹۳) سے معلوم ہوا کہ ایمان و اعتقاد میں پایا جانے والا اختلاف، اہل حق کا اختلاف نہیں لہذا اسے فروعی اختلاف نہ سمجھا جائے بلکہ اصولی

اختلاف ہے اور اہلِ حق اور اہل باطل کا اختلاف ہے لہٰذا سب کو ہدایت پر سمجھنا قرآن وسنت دونوں کے خلاف ہے ہاں اہلِ حق کا باہمی اختلاف فروعی اختلاف ہے کیونکہ یہ عقائد کا اختلاف نہیں فقہی جزئیات میں اختلاف ہے اسے "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ" فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رحمت تصور کیا جائے گا اور اہلِ حق سے مراد صحابہ کرام اور ان کے پیروکار تابعین و اتباع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین ائمہ اہل سنت ہیں۔

اتفاق کو اپنانے اور اختلاف سے بچنے کا حکم

اللہ تعالٰی نے دین اور اعتقاد میں اختلاف کرنے سے منع کیا ہے اور آپس میں اتفاق کا حکم دیا ہے، چنانچہ اس کا فرمان ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران: ۱۰۳)

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

اس میں حکم دیا گیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، قرآن کریم، سنتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت جس پر سوادِ اعظم ہیں۔ اللہ کی رسی ہے اور اس میں امت کو ایسے افعال و حرکات اور خیالات و افکار کو اپنانے سے منع کیا گیا ہے جو امت میں تفرقہ کا سبب ہوں۔ اس میں فقہی احکام و مسائل میں اختلاف جیسے ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے، کی کوئی ممانعت ثابت نہیں ہوگی۔

فروعی اختلاف

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ:

وَلَیْسَ فیہ دلیل علی تحریم

اس آیت میں فروعی مسائل میں اختلاف

الاختلاف في الفروع، فان
ذلك ليس اختلافا اذ الاختلاف
ما يتعذر معه الائتلاف والجمع.
واما حكم مسائل الاجتهاد فان
الاختلاف فيها بسبب استخراج
الفرائض ودقائق معاني الشرع
وما زالت الصحابة يختلفون في
احكام الحوادث وهم مع ذلك
متآلفون وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم "اختلاف
امتي رحمة" وانما منع الله
اختلافا هو سبب الفساد روى
الترمذي عن ابي هريرة رضي
الله عنه ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال تفرقت اليهود
على احدى وسبعين فرقة او اثنتين
وسبعين فرقة والنصارى مثل
ذلك وتفترق امتي على ثلاث
وسبعين فرقة، قال الترمذي
هذا حديث صحيح
(تفسیر القرطبی ج ۲ ص ۵۶

کے حرام کئے جانے کی کوئی دلیل نہیں
کیونکہ فروعی مسائل میں اختلاف، اختلاف
ہی نہیں کیونکہ اختلاف وہ ہے جس
کے ساتھ آپس میں جمع ہونا اور اکٹھے ہونا
مشکل ہو اور رہا اجتہاد کے مسائل کا حکم
تو بلاشبہ ان میں اختلاف فرائض واحکام
اور شریعت کے دقیق معنوں کے استخراج
واستنباط کی وجہ سے ہے اور صحابہ کرام نئے
نئے پیش آنے والے واقعات کے
احکام میں ہمیشہ اختلاف کرتے تھے اور
اس کے باوجود وہ آپس میں ایک تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"میری امت کا اختلاف رحمت ہے" اور
اللہ تعالے نے تو اس اختلاف سے منع کیا ہے
جو فساد عقیدہ کا سبب ہو۔ امام ترمذی نے
حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ
گئے اور نصاری بھی اسی طرح، اور میری
امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی۔ امام
ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کرام کا اجتہادی مسائل اور فقہی احکام میں اختلاف وہ اختلاف نہیں جس کی قرآن میں ممانعت ہے بلکہ اس سے وہ اختلاف مراد ہے جو عقائد میں ہو اور یہ اختلاف گمراہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اختلاف کو رحمت فرمایا یہ وہی فقہی اختلاف ہے، اس اختلاف سے دین میں وسعتیں پیدا ہوتی ہیں، جبکہ عقائد کے اختلاف میں وسعت کی بجائے تنگی اور عداوت ونفرت پیدا ہوتی ہے لہٰذا اسکی اجازت نہیں ہے۔

اِس دور کے فرقے

رہا یہ سوال کہ اس دور کے بعض فرقے ایسے ہیں جن کو ان بہتر فرقوں میں شامل نہیں کیا گیا اور شامل کر لیا جائے تو انکی تعداد بڑھ جائے گی۔ پھر حدیث مذکور کا مفہوم مبہم ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان بعض فرقوں کے عقائد دراصل ان گمراہ فرقوں سے ہی جا ملتے ہیں۔ مثلاً دیوبندی، تبلیغی، اور مودودی وغیرہ کے عقائد معتزلیوں اور خارجیوں سے جا ملتے ہیں۔ اس لیے یہ ان فرقوں میں ہی شامل ہیں انکی الگ حیثیت متصور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں "کل شیء یرجع الیٰ اصلہ" قاعدہ کے تحت یہ انہیں میں ہی شمار ہوں گے۔

عقائد میں اختلاف منع ہے

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی " وَ لَا تَفَرَّقُوْا " کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ آیت کی کئی ایک تعبیرات ہیں پہلی یہ کہ اس میں دین و عقیدہ میں اختلاف کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور یہ ممانعت اس لیے ہے کہ اختلاف میں حق ایک طرف ہی ہوگا اور حق کے سوا جو کچھ ہوگا وہ جہل اور گمراہی ہوگی۔ جب یہ بات اسی طرح ہوئی تو ضروری ہے کہ " لَا تَفَرَّقُوْا " کی نہی و ممانعت دین و عقیدے سے متعلق ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے " فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ " کہ حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ اس کے بعد امام رازی فرماتے ہیں کہ

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میری اُمت کے کچھ اُوپر ستر فرقے ہوں گے ناجی (نجات پانے والا جنتی) فرقہ ان میں سے ایک ہی ہوگا اور باقی دوزخی ہوں گے۔ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ ناجی فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا " الجماعۃ " وہ (اہلِ سنت و) جماعت ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ " سوادِ اعظم " یعنی (علماء کرام کی) بڑی اکثریت ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ " ما انا علیہ و اصحابی " یعنی وہ فرقہ جو میرے بعد میرے صحابہ کے عقیدہ و مسلک پر ہوگا " اور یہ بات قرینِ قیاس بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف سے منع فرمانا اور اتفاق کو اپنانے کا فرمانا اس بات کی دلیل ٹھہرتا ہے کہ حق ایک (طرف ہی) ہے اور جب حق ایک ہوا تو فرقۂ ناجیہ (جنتی گروہ) بھی ایک ہی ہوگا "

امام قرطبی علیہ الرحمۃ احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ:

" اللہ تعالیٰ باہمی محبت و الفت، اتحاد اور اتفاق کو اختیار کرنے کا حکم فرماتا اور آپس میں اختلاف کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ باہمی اختلاف

(عقیدے میں اختلاف کرنا) ہلاکت ہے اور جماعت (سب کا ایک عقیدے و ایمان پر جمع ہونا) نجات ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ انہوں نے فرمایا: منتحی

ان الجماعۃ حبل اللہ فاعتصموا۔ منہ بعروتہ الوثقیٰ لمن دانا

بے شک جماعت اللہ کی رسی ہے اسے مضبوطی سے تھام لو اس کی مضبوط گرہ کے ساتھ، یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو دین رکھتا ہے۔"

امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"ولا تفرقوا۔ (یعنی فی دینکم) یعنی اپنے دین و ایمان و اعتقاد میں پھٹ نہ جانا جیسے یہود و نصاریٰ اپنے ادیان و عقائد میں پھٹ گئے۔ سیدنا ابن مسعود وغیرہ سے مروی ہے کہ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ یہودیوں کی مختلف اغراض و خواہشات کے پیرو ہو کر آپس میں پھٹ نہ جاؤ اور "کونوا فی دین اللہ اخوانا" دین خداوندی میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔"

پھر فرماتے ہیں کہ:

"اس میں آپس میں فروعی (فقہی) اختلاف (جو آئمہ مجتہدین اور علماء میں پایا جاتا ہے اس) کے حرام قرار دیئے جانے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ یہ اختلاف (ممنوع) نہیں ہے کیونکہ اختلاف (ممنوع) وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے آپس میں اکٹھا ہونا مشکل ہو اور رہا اجتہاد کے مسائل کا حکم تو ان میں اختلاف احکام کے استخراج و استنباط اور شریعت کے معانی کے نکات و دقائق کے سبب سے ہے اور صحابہ کرام نئے نئے پیدا ہونے والے احکام و مسائل میں باہم اختلاف کرتے تھے اور اس کے باوجود وہ آپس میں اکٹھے ہوتے اور ایک ہوتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اختلاف امتی رحمۃ" "میری امت کا (فقہی) اختلاف رحمت ہے اور

اور اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف سے منع فرمایا جو فساد کا سبب ہے اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بھی اسی طرح فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی" اور امام ترمذی نے فرمایا کہ "ھذا حدیث صحیح" یہ حدیث صحیح ہے"

امام قرطبی علیہ رحمۃ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ہم ان فرقوں کے باہمی اختلاف وافتراق کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں اور ان فرقوں کے اصول (جڑھوں) کو بھی جہاں سے وہ پیدا ہوئے پھر بٹ گئے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان فرقوں میں سے ہر فرقہ آگے کئی ایک فرقوں میں بٹ گیا اگرچہ ہم نے اپنی تفسیر میں ان فرقوں کا اور ان کے عقائد کا تفصیلی احاطہ نہیں کیا تاہم ان فرقوں کے اصول (جڑھیں) ہم پر واضح ہو چکے وہ یہ ہیں۔

(۱) حروریہ (۲) قدریہ (۳) جہمیہ (۴) مرجیہ (۵) رافضہ (۶) جبریہ۔

اور بعض اہل علم نے فرمایا کہ گمراہ فرقوں کے بنیادی فرقے یہ چھ فرقے ہیں اور ان میں سے ہر فرقہ بارہ فرقوں میں بٹ گیا۔ یوں ان کے بہتر فرقے ہو گئے۔ حروریہ بارہ فرقوں میں تقسیم ہوا جن میں سے پہلا فرقہ "ازرقیہ" جن کا عقیدہ ہے کہ ہم کسی کو مؤمن نہیں جانتے۔ انہوں نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا سوائے ان کے جو ان کا ہمنوا ہوا۔ دوسرا فرقہ اباضیہ ہے جن کا عقیدہ ہے کہ جو ہمارا ہم خیال ہوا وہ مؤمن ہے اور جو ان سے منحرف ہوا وہ منافق ہے۔ (۳) ثعلبیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی قضاء وقدر نہیں فرمائی یعنی یہ فرقہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر (تقدیر) کا منکر ہے۔ (۴) خازمیہ کہتا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ایمان کیا ہے اور تمام مخلوق معذور ہے۔

(۵) خلفیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے جہاد چھوڑ دیا خواہ مرد ہو یا عورت۔ کافر ہو گیا (۶) کوزیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو چھوئے کیونکہ وہ طاہر اور نجس

یہ فرقہ آج بھی موجود ہے۔

کے درمیان فرق کو نہیں جانتے اور کسی کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو کھلائے جب تک وہ توبہ اور غسل نہ کرے۔ (۷) کنزیہ کہتے ہیں کہ کسی کے لیے گنجائش نہیں کہ وہ اپنا مال کسی کو دے کیونکہ بعض اوقات وہ مستحق نہیں ہوتا بلکہ اپنے مال کو زمین میں دفن کر دے یہاں تک کہ حق والا ظاہر ہو جائے (۸) شمراخیہ کہتے ہیں کہ اجنبی عورتوں کو چھونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ عورتیں پھول ہیں۔ (۹) اخنسیہ کہتے ہیں کہ میت کو مرنے کے بعد کوئی بھلائی اور برائی نہیں پہنچتی (۱۰) حکمیہ کہتے ہیں کہ جس نے مخلوق کو حاکم بنایا اور اس کا حکم مانا وہ کافر ہے (۱۱) معتزلہ کہتے ہیں کہ ہم پر علی و معاویہ کا معاملہ خلط ملط و مبہم رہ گیا کہ ان میں کون حق پر تھا اور کون غلطی پر۔ لہذا ہم دونوں سے بیزار ہیں۔ (۱۲) میمونیہ کہتے ہیں کہ کوئی امام و سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا مگر ہماری محبت والوں کی مرضی سے۔

اور قدریہ کے بارہ فرقے ہوئے:

(۱) احمریہ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عدل کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے معاملات کا مالک کر دے اور ان کے گناہوں کے درمیان حائل ہو۔

(۲) ثنویہ کہتے ہیں کہ بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برائی شیطان کی طرف سے ہے یعنی بھلائی کا خالق اللہ اور برائی کا شیطان ہے۔

(۳) معتزلہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا۔

(۴) کیسانیہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ افعال اللہ کی طرف سے ہیں یا بندوں کی طرف سے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کے بعد بندوں کو ثواب دیا جائے گا یا عذاب۔

(۵) شیطانیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا نہیں کیا۔

(۶) شریکیہ کہتے ہیں کہ برائیاں کل کی کل تقدیر سے ہیں سوائے کفر کے۔

(۷) وھمیہ کہتے ہیں کہ مخلوق کے کاموں اور ان کے کلام کے لیے کوئی ذات نہیں یعنی ان کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ جو کچھ ہے سب وہم ہے اور نیکی اور بدی کی بھی کوئی حقیقت

نہیں سب وہم ہے۔

(۸) زبریہ کہتے ہیں کہ جو کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی اُس پر عمل کرنا حق ہے خواہ ناسخ ہو یا منسوخ۔

(۹) مسعدیہ کہتے ہیں کہ جس نے کوئی گناہ کیا پھر توبہ کی اس کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

(۱۰) ناکثیہ کہتے ہیں کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑ دی اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(۱۱) قاسطیہ کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز سمجھے وہ کافر ہے۔ انہوں نے اس عقیدے میں ابراہیم بن نظام کی اتباع کی۔

جہمیہ بھی بارہ فرقوں میں بٹ گئے۔

(۱) معطلہ کہتے ہیں کہ جو چیز انسان کے خیال و وہم میں آجائے وہ مخلوق ہے۔ اور جو دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے یا ہوگا وہ کافر ہے۔

(۲) مربسیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات مخلوق ہیں۔

(۳) ملتزقہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکان کے اندر ہے۔

(۴) واردیہ کہتے ہیں کہ جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا اور جو دوزخ میں داخل ہوا وہ کبھی بھی باہر نہ آئے گا۔

(۵) زنادقیہ کہتے ہیں کہ کسی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اپنے رب کو ثابت کرے کیونکہ اثبات، ادراکِ حواس کے بعد ہی ہوتا ہے اور جس کا ادراک نہ ہو سکے اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

(۶) حرقیہ کہتے ہیں کہ کافر کو دوزخ کی آگ ایک بار ہی جلائے گی پھر وہ ہمیشہ جلتا ہی رہے گا۔ اور دوزخ کی گرمی کو نہیں پائے گا۔

(۷) مخلوقیہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔

(۸) فانیہ کہتے کہ جنت اور دوزخ فنا ہو جائیں گی اور ان میں سے بعض کا خیال یہ ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا نہیں کی گئیں۔

(۹) عبیدیہ کہتے ہیں کہ کوئی رسول نہیں (جنہیں رسول کہا جاتا ہے) وہ تو حکما (دانشور) تھے۔

(۱۰) واقفیہ کہتے ہیں کہ ہم یہ بات نہیں کہتے کہ قرآن مخلوق ہے یا مخلوق نہیں ہے۔

(۱۱) قبریہ، قبر کے عذاب اور شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) لفظیہ کہتے ہیں ہمارا قرآن کے الفاظ بولنا مخلوق ہے۔

مرجئہ کے بھی بارہ فرقے ہوئے۔

(۱) تارکیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر، اسے ماننے کے سوا کوئی فریضہ نہیں تو جو شخص اس پر ایمان لایا وہ جو چاہے کرے۔

(۲) سائبیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو آزادی دی ہے تاکہ وہ جو چاہیں کریں۔

(۳) راجیہ کہتے ہیں نیک کو نیک اور برے کو برا نہ کہا جائے کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ کے ہاں اس کے لیے کیا ہے؟

(۴) سالبیہ کہتے ہیں نیکیاں ایمان سے نہیں (تعلق نہیں رکھتیں)

(۵) بہیشیہ کہتے ہیں کہ ایمان علم ہے اور جسے یہ علم نہیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا، حلال کیا ہے اور حرام کیا وہ کافر ہے۔

(۶) عملیہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل کا نام ہے۔

(۷) منقوصیہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔

(۸) مستثنیہ کہتے ہیں کہ استثناء ایمان کا حصہ ہے (یعنی بندے کو یوں کہنا چاہیے کہ میں مؤمن ہوں اگر خدا نے چاہا۔ محض یوں نہ کہے کہ میں مؤمن ہوں) مشبہہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ ہے آنکھ کی طرح اور اس کا ہاتھ ہے ہاتھ کی طرح۔

(۹) حشویہ کہتے ہیں کہ تمام حدیثوں کا ایک ہی حکم ہے پس ان کے نزدیک نفل کا تارک فرض

کے تارک کی طرح ہے۔

(۱۰) ظاہریہ کہتے ہیں کہ قیاس کوئی چیز نہیں۔

(۱۱) بدعیہ وہ پہلا فرقہ ہے جس نے اس امت میں سب سے پہلے یہ بدعتیں پیدا کیں۔

رافضہ کے بھی بارہ فرقے ہیں:

(۱) علویہ کہتے ہیں کہ رسالت و پیغمبری حضرت علی کے لیے تھی اور جبریل علیہ السلام سے بھول ہوگئی۔

(۲) آمریہ کہتے ہیں کہ حضرت علی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسالت و پیغمبری میں حصہ دار ہیں۔

(۳) شیعہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں (آپ نے ان کے حق میں وصیت فرمائی کہ آپ کے بعد وہی خلیفہ ہوں گے) اور اُمت نے کفر کیا کہ علی کو چھوڑ کر دوسروں (ابوبکر کی پھر عمر کی پھر عثمان) کی بیعت کی۔

(۴) اسحاقیہ کہتے ہیں کہ نبوت و پیغمبری قیامت تک متصل (جاری و ساری) ہے اور جو شخص اہل بیت کا علم رکھتا ہے وہ پیغمبر ہے۔

(۵) ناوُوسیہ کہتے ہیں علی اُمت میں سب سے افضل ہے پس جو کسی اور کو علی سے افضل بتائے وہ کافر ہے۔

(۶) امامیہ کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ دُنیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کسی امام کے بغیر ہو اور امام کو جبریل علیہ السلام تعلیم دیتے ہیں پس جب اس امام کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ نیا امام مقرر کیا جاتا ہے۔

(۷) زیدیہ کہتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کل کے کل نمازمیں امام ہیں پس جب ان میں سے کوئی پایا جائے ان کا نیک یا بُرا تو کسی اور کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

(۸) عباسیہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ دوسروں کی نسبت خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

(۹) تناسخیہ کہتے ہیں کہ رُوحیں دُنیا میں واپس آتی ہیں تو جو نیک ہوگا تو اس کی روح

تبیض وجوہ اھل السنۃ والجماعۃ — قیامت کے دن اہلِ سنّت وجماعت کے چہرے روشن ہوں گے۔
وتسود وجوہ اھل البدع والضلالۃ — اور اہلِ بدعت وگمراہی کے چہرے سیاہ ہوں گے۔
(درمنثور امام سیوطی)

اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے روایت کیا:

فرقہ طاہریہ:

یہ فرقہ پروفیسر طاہر القادری سے منسوب ہے اس میں کچھ اور بھی نام نہاد دانشور شریک ہیں۔ اس کے بانی اور زیادہ شہرت رکھنے والے ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری ہیں جو جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں یہ بنیادی طور پر وکیل (ایل ایل بی) اور ایم۔ اے اسلامیات ہیں۔ انہوں نے لاہور میں ایک ادارہ منہاج القرآن کے نام سے بنایا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ عورت کی دیت سو اونٹ ہے جیسے مرد کی دیت سو اُونٹ۔ یہ غیر نسوانی امور میں بھی اکیلی عورت کی گواہی کو کافی سمجھتے ہیں جبکہ یہ دونوں باتیں قرآن وسُنّت اجماعِ اُمّت کے خلاف ہیں۔ نیز ان کے نزدیک اجماع بھی حجت قطعی نہیں ہے اور یہ کہ بعد کے لوگ پہلے بزرگوں کے اجماع کو منسوخ کر سکتے ہیں اور یہ کہ ہر کس ناکس پڑھا لکھا آئمہ مجتہدین سے اختلاف کرنے کا حق رکھتا ہے اور یہ کہ آئمہ مجتہدین کی کوئی بات ان کے لیے سند نہیں ہے۔ یہ بظاہر سُنی مسلک کا دعوی کرتے ہیں جبکہ عقائد اہلسنّت کے خلاف رکھتے ہیں اس سلسلہ میں راقم کی کتاب پروفیسر طاہر القادری کا علمی وتحقیقی جائزہ حصہ اوّل و دوم قابلِ دید ہے۔ اس کے مطالعہ سے اس فرقے کے بانی کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔

اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں

طاہر القادری کا نقطہ نظر کہ یہ اختلافات فروعی ہیں۔

جناب طاہر القادری "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے" میں لکھتے ہیں۔

۱۔ "مسلمانوں کے مختلف فرقے اور طبقے جو جسم ملت کے مختلف اعضا ہیں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو کر نہ صرف ملت کی اجتماعی سلامتی اور تحفظ کو معرض خطر میں ڈال رہے ہیں۔ بلکہ اپنے انفرادی تحفظات کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ مختلف طبقوں اور فرقوں کی مثال ندی نالوں کی سی ہے جو ایک ہی دریا سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ دریا کی روانی سے ہی ان کا بہاؤ جاری ہے۔ اگر دریا ہی خشک ہو گیا تو ان کا اپنا وجود کب برقرار رہے گا۔" (ص ۴۳)

پھر لکھتے ہیں

۲۔ آج شومئ قسمت سے حالت یہ ہو گئی ہے کہ ملت اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو اسلام کی سلامتی اور استحکام کا ضامن گردان رہی ہے۔ ہر مسلک کے پیرو اس حقیقت سے کلی طور پر اغماض برت رہے ہیں کہ اگر خدانخواستہ دشمن کے ہاتھ اسلام کے دامن تک پہنچ گئے اور خاکم بدہن محمد عربی کی ملت کو اجتماعی طور پر کوئی گزند پہنچ گیا تو تمہارے مسلکوں اور فرقوں کو کون سلامتی کی ضمانت دے گا؟ (ص ۴۴)

پھر لکھتے ہیں۔

۳۔ فرقہ پرستی کی تنگ ناؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے لئے

زوالِ بغداد کی تاریخ عبرتناک منظر پیش کر رہی ہے ـــــ وزیرِ اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی۔ جب کہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا دونوں (شیعہ وسُنی) فرقے باہم دست وگریباں تھے۔ (ص ۴۵)

پھر لکھتے ہیں۔

۴۔ اس رستاخیز بربریت کے عالم میں شیعہ اور سُنی دونوں یکساں طور پر تاتاریوں کی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنے ـــــ اگر خدانخواستہ سرزمین پاک پر دشمن کے قدم پہنچ گئے اور وہ اپنے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہوگیا تو ہمارا حشر بھی دوسروں سے مختلف نہ ہوگا پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بچ سکے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلِ حدیث اور نہ کوئی شیعہ۔ (ص ۴۶)

پھر لکھتے ہیں،

۵۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ اگر کوئی اس زعم میں مبتلا ہو کہ وہ محض فلاں مسلک سے متعلق ہونے کی بنا پر جنت کا حقدار ہے تو یہ اس کی خام خیالی اور خود فریبی ہے بخشش اور مغفرت کا دارومدار کسی طبقے یا فرقے کے عنوان کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر شخص کے ذاتی عقیدے اور عملِ صالح کے باعث خدا کے فضل و کرم پر ہے یہ حقیقت ہے کہ وحدتِ ملی کے تصور کو فرقہ پرستی کے ہاتھوں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے یہ لعنت ہماری زندگی کے لئے زہرِ ہلاہل کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ ہم نے اپنے علمی اختلافات و نزاعات کا موضوع بھی ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بنا لیا ہے۔

(ص ۵۴ - ۵۵)

پھر لکھتے ہیں۔

۶۔ "یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اسلامی عقائد کا سارا نظام انہی مشترک بنیادوں پر کھڑا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی کسی اور نبی یا رسول کی شریعت کا نہ انکار کرتا ہے نہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے۔ سب مسلمان توحید و رسالت، وحی اور کتب سماوی کے نزول، آخرت کے انعقاد ملائکہ کے وجود، حضور کی خاتمیت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرضیت وغیرہ جیسے معتقدات اور اعمال پر یکساں ایمان رکھتے ہیں اور اگر کہیں اختلاف ہے تو فروعی حد تک صرف اور وہ بھی ان کی علمی تفصیلات اور کلامی شرحات متعین کرنے میں ہے۔ اس سے عقائدِ اسلام کی بنیادوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔"

(صفحہ ۵۹)

پھر لکھتے ہیں

۷۔ "یہ کتنی حرماں نصیبی ہے کہ آج فرزندانِ توحید آقائے دو جہان کی اس سنت سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ فرقہ بندی کی عصبیت سے وہ راہِ راست سے بھٹک گئے اور انتشار و افتراق کی گمراہ کن راہوں میں کھو گئے ہیں انہیں اتنا بھی شعور نہیں رہا کہ ان کے مابین سب بنیادی قدریں مشترک تھیں۔" (صہ ۶۰)

پھر لکھتے ہیں

۸۔ "آج کے مسلمان تو عملاً یہود سے بھی آگے گزر گئے ہیں کہ اپنے گروہی، مسلکی، جماعتی اور طبقاتی مفادات کی خاطر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وحدت کا اتنا بھی پاس نہیں رہا کہ اسلام کی کشتی میں ہر فرقہ کشتی ملت کے تختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر سمندر میں پھینک رہا ہے اور کسی کو بھی اتنا خیال

نہیں کہ اگر خدانخواستہ یہ کشتی ڈوب گئی تو وہ بھی سب اسکے ساتھ غرق ہو جائیں گے۔" (ص۲)

پھر لکھتے ہیں:

۹۔ "آؤ ذرا ہم اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی، گستاخ رسول لعنتی اور جہنمی کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تکفیر و تفسیق کی زد میں اگر سارے آگئے تو پھر مسلمان کون بچے گا؟" (ص۷)

پھر لکھتے ہیں:

۱۰۔ "اسلامی تعلیمات سے والہانہ وابستگی رکھنے والا نوجوان مسلمان اپنے گرد و پیش فرقہ پرستی کی دیواریں کھڑی دیکھتا ہے۔ تو وہ اسلام سے ہی بیزار ہونے لگتا ہے۔ اسے بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔" (ص۱۱)

خلاصہ یہ کہ

جناب طاہر القادری کی ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کے درمیان عقائد کی بنیادیں مشترک ہیں۔ ان میں کوئی اصولی اور بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ صرف فروعی اختلافات ہیں ان سے ان کے ایمان و عقیدے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ طاہر القادری نے اس تحقیق و نقطۂ نظر میں جسٹس سید محمد کرم شاہ الازہری کی پیروی کی ہے۔ کیونکہ جسٹس صاحب اس سے قبل اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یہی کچھ لکھ چکے ہیں۔

(ملاحظہ ہو تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص۱۱)

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ

سُنی اور غیر سُنی کے درمیان اختلافات فروعی نہیں اصُولی ہیں

اہل سنت اور غیر اہل سنت خواہ وہابی (دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اہلِ حدیث کہلانے والے ہوں یا شیعہ، ان کے درمیان اختلافات صرف فروعی نہیں اصولی اور بنیادی بھی ہیں۔

مخالفین اہلسنت اور اِن کے عقائد

اب ہم مخالفین اہلسنت اور ان کے عقائد خود ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے سپرد قلم کرتے ہیں۔ تاکہ عوام اہلسنت پروفیسر طاہر القادری ایسے لوگوں کے اس غلط نقطۂ نظر سے ہوشیار رہیں کہ اِن کے اور اہلسنت کے درمیان عقائد میں بنیادی اختلافات نہیں ہیں۔

— · — · — · — · —

تہتر اسلامی فرقے

امام ترمذی علیہ الرحمۃ اپنی صحیح ترمذی میں بسند خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال "تفرقت الیھود علی احدی وسبعین فرقۃ او اثنتین وسبعین فرقۃ والنصاریٰ مثل ذلک وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ اسی طرح میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

(صحیح ترمذی ج ۲ ص ۸۹/۸۸)

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس باب میں حضرت سعد، عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے بھی روایت ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی یہ حدیث، حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کے بعد امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ والی حدیث کو بسند خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت پر ضرور ضرور وہ وقت آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا۔ بالکل اسی طرح یہاں تک کہ ان میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کی اور میری امت میں سے ایسا ہوگا جو یہ کام بھی کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں

بٹ جائے گی سب کے سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ۔ صحابہ نے عرض کی مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه؟ اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کونسا فرقہ ہو گا؟ فرمایا یہ وہ فرقہ ہو گا جو میرے اور میرے صحابہ کے مسلک کا ہو گا۔ (صحیح ترمذی ج ۲ ص ۸۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل سنت وجماعت بھی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم (اہل سنت) فرقہ نہیں ہیں وہ اس حدیث پر غور کریں۔

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن، غریب مفسر ہے۔ ہم اسے اسی طریق سے ہی پہچانتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ کا اس حدیث کو غریب کہنا اس بنا پر ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد افریقی راوی ہیں اور وہ ضعیف ہیں اور اسے حسن اس لحاظ سے قرار دے رہے ہیں کہ اس باب میں دوسرے راویوں سے بھی ایسی احادیث مروی ہیں جن سے اسے تقویت پہنچتی لہٰذا یہ ضعیف سے ترقی کر کے حسن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو والی اس حدیث کو امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ نے اپنی مستدرک میں بھی بسند خود روایت کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "ما انا علیہ الیوم واصحابی" یعنی ان تہتر میں سے جنتی فرقہ وہ ہو گا جو اس مسلک پر ہو گا جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو اپنی صحیح کی کتاب السنۃ میں بسند خود مجملاً ابوہریرہ سے اور مفصلاً ومفسراً حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا اس کے الفاظ کریمہ درج ذیل ہیں کہ آپ ہم میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ

"الا ان من قبلکم من اھل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ھذہ	خبردار بے شک تم سے پہلے جو اہل کتاب میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ ملت (یعنی) میری امت، تہتر فرقوں میں بٹ

الملة ستفترق على ثلاث وسبعين ثنتان و سبعون فی النار وواحد فی الجنة وھی الجماعة۔ و زاد ابن یحیی و عمرو فی حدیثیھما وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب لصاحبہ وقال عمرو بصاحبہ لایبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۵، و مستدرک ج ۱ ص ۱۲۸ - ۱۲۹)

جائے گی، بہتر فرقے دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ (جنتی گروہ) جماعت ہے۔

اور ابن یحیی و عمرو نے اپنی دونوں حدیثوں میں اس قدر الفاظ زائد روایت کئے (آپ نے فرمایا) کہ میری امت میں کئی فرقے پیدا ہوں گے۔ جن میں یہ خواہشات (گمراہانہ عقائد) اسی طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح ہڑک والے میں ہڑک (کتے کے کاٹنے سے جو دیوانگی بیماری ہوتی ہے) سرایت کر جاتی ہے کہ کوئی اس کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں وہ داخل نہ ہو جائے

اس حدیث کو امام ابن ماجہ قزوینی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی صحیح میں بسند خود حضرت ابوہریرہؓ سے اجمالاً اور حضرت عوف بن مالک سے تفصیلاً و تفسیراً روایت کیا۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"یہودیوں کے اکہتر فرقے ہوئے ان میں سے ایک جنتی اور ستر دوزخی ہوئے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے اور ایک جنتی بنا اور مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے پس ایک جنت میں جائے گا اور بہتر دوزخی ہوں گے۔ عرض کی گئی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ جنت میں جانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا۔ **الجماعۃ** "یعنی جماعت" اس کے بعد

امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
بھی روایت کیا۔ (صحیح ابن ماجہ ص۲۸۷)
اور اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے، بہتر کے دوزخ اور ایک کے
جنت میں جانے کے متعلق حدیث سنن دارمی میں بھی حضرت معاویہ سے مروی ہے
(ج ۲ ص۱۵۸)

جنتی فرقہ صرف اہلِ سنت و جماعت ہے

نیز امام علامہ، زاہد انام، فقیہہ امت اور محدث ملت امام ابو اللیث نصر بن محمد ابراہیم
سمرقندی علیہ الرحمۃ متوفی ۳۹۳ھ اسی حدیث تفرقہ کو اپنی مشہور کتاب تنبیہ الغافلین میں نقل
کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ

وواحدۃ فی الجنۃ قالوا یا رسول اللہ ما ھذہ الواحدۃ؟ قال اھل السنۃ والجماعۃ۔
(تنبیہ الغافلین ص۱۰۲)

وہ تمام فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ جنتی گروہ کونسا ہوگا؟ فرمایا اہل سنت وجماعت۔

امام حاکم کی مستدرک میں اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
روایت کرکے فرماتے ہیں،

ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ
(المستدرک ج ۱ ص۱۲۸)

(ترجمہ) یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی

ہمارے ملک کے باطل فرقے

اور ہمارے ملک کے مشہور فرقے جو فرقۂ ناجیہ یعنی اہل سنت وجماعت کے مقابلہ میں ہیں۔ ان میں دیوبندی فرقہ ہے۔ جن کے عقائد تفصیل سے علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے الحق المبین میں بیان فرما دیئے ہیں۔ اس فرقے کے بانی جناب محمد قاسم نانوتوی و رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ہر برا کام کر سکتا ہے۔ مگر ایسا کرنے سے وہ خود ہی بچتا ہے تاکہ اس کی شانِ تقدیس مجروح نہ ہو جائے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اردو زبان مدرسہ دیوبند سے سیکھی، اور علمائے دیوبند سے آپ کو اردو زبان بولنا آ گئی۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے فرشتۂ موت اور شیطان کا علم زیادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہ تھا۔ جب کہ شیطان کو پورے روئے زمین کا محیط علم حاصل ہے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم غیب ہے یعنی خدا کے علوم کا بعض" ایسا علم غیب تو تمام جانوروں، بچوں اور پاگلوں کو بھی حاصل ہے (معاذ اللہ) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اور یہ کہ قرآن کی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبین "کے معنی آخری نبی کے کرنا عوام کے خیال کے مطابق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کے اعتبار سے آخری نبی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی قابل تعریف بات نہیں" درحقیقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درجہ اور مرتبہ میں آخری ہستی ہیں۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی اور نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کوئی فرق نہ آئے گا اور یہ کہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ چھ خاتم النبیین (آخری نبی) اور بھی ہیں۔ اور یہ کہ "رحمۃ للعالمین" (ساری کائنات کے لئے رحمت ہونا) ہر نیک آدمی ہو سکتا ہے اور یہ کہ اشرف علی تھانوی صاحب کے فلاں مرید جو عالم بھی تھے اپنے پیر تھانوی صاحب کے حق میں جوش عقیدت میں آکر "اللھم صل علی نبینا اشرف علی" (اے اللہ ہمارے نبی اشرف علی تھانوی پر درود بھیج) پڑھ لیا یا پڑھتے رہے تو کوئی بات نہیں اور یہ کہ نماز میں حضور کے خیال کا آنا گدھے گھوڑے کے خیال سے بھی برا ہے بلکہ اس سے نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔ یہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے جو یہ ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ تحذیر الناس وبلغۃ الحیران اور تقویۃ الایمان جہد المقل وغیرہ

دوسرا فرقہ جماعت اسلامی ہے۔ اس کے بانی کے عقائد بھی علماء دیوبند کے سے تھے مگر کچھ زائد مثلاً حنفی، شافعی، سُنی، دیوبندی، سب اُمتیں (گروہ) جہالت کی پیداوار ہیں اور یہ کہ اسلامی نظام ہمیں ریگستانِ عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دیا۔ (معاذ اللہ) (پردہ۔ خطبات و تجدید واحیاء دین وغیرہ)

تیسرا فرقہ شیعہ ہے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا صحابی وخلیفہ نہیں مانتے اور نہ ہی حضرت عمر وعثمان رضوان اللہ علیہم کو مانتے ہیں بلکہ ان کو منافق ومرتد کہتے ہیں اور ان بزرگوں کو بھلا برا کہنے کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کو ناقص قرار دیتے ہیں۔ آئمہ اہل بیت کو جنہیں یہ آئمہ معصومین کہتے ہیں، انہیں انبیاء ومرسلین سابقین علیہم السلام سے افضل ٹھہراتے ہیں (ملاحظہ ہو عقائد شیعہ ورجال کشی واحتجاج طبرسی ومجمع البیان وغیرہ)

چوتھا فرقہ قادیانیوں کا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمان، مجدد بلکہ ایک گروہ تو اسے نبی بھی مانتا ہے۔ اور غلام احمد پرویز منکرِ حدیث تھا۔ اس نے طلوع اسلام کے نام سے اپنا مشن چلایا اور فوت ہو گیا۔ پاکستان میں یہ مشہور فرقے ہیں ان کے ساتھ اہل سنت کا اصولی اختلاف ہے۔ ان مندرجہ بالا عبارتوں اور عقیدوں کو جو کفریہ ہیں،

کفر نہ سمجھنا اور ان کے قائلین کو اس کا مرتکب قرار نہ دینا بلکہ ان کو فروعی اختلافات قرار دینا بجائے خود ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ بعض لوگ جو اتحاد کا درس دیتے ہیں اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے نعرہ بلند کئے ہوئے ہیں بجائے خود ایک فرقہ بن رہے ہیں اور مسلک اہل سنت سے قطعاً و یقیناً خارج ہو کر راہِ راست سے دور جا چکے ہیں جو ان کی کتابیں پڑھ کر ان خیالات سے جن کے راقم نے حوالے پیش کئے ہیں آگاہ ہو کر ان کو سنی حنفی سمجھے وہ بھی سنی حنفی نہیں بلکہ ان کی طرح بھٹکا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو صحیح سمجھ دے بلکہ ہم تو سب فرقوں کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ ہدایت دے اور نارِ جہنم میں لے جانے والے عقائد سے توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ؂

وفاداری مرا شیوہ۔ جفا کاری شعار ان کا
میں اپنی سی کہے جاؤں وہ اپنی سی کئے جائیں۔

مختلف فرقوں کے عقائد کی تفصیل

اب ان مختلف فرقوں کے عقائد کی کچھ تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے مزید واضح ہو جائے گا کہ

یہ کہنا کہ "تمام اسلامی فرقوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں بلکہ فروعی اختلاف ہے" سراسر غلط ہے بلکہ ثابت ہو جائے گا کہ اہل سنت اور دیگر فرقوں کے درمیان اختلاف فروعی ہی نہیں بلکہ عقائد کے بہت سے مسائل میں اصولی و بنیادی اختلاف بھی ہے۔

★

تہتر فرقوں کے نام و عقائد

مواقف و شرح مواقف و شرح مقاصد میں تہتر فرقوں کے نام و عقائد تفصیل سے درج ہیں پھر وہاں سے دیگر محققین نے اپنی اپنی کتابوں میں ان سب کا تذکرہ کیا ہے کسی نے اجمال کے ساتھ اور کسی نے تفصیل سے۔ اُردو میں بھی اس پر کئی ایک کتابیں لکھی گئی ہیں اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ اس سلسلے میں "مذاہب اسلام" سب سے عمدہ کتاب ہے، اُردو زبان میں اس سے بہتر کتاب کوئی نہیں، شاید یہ اولین کوشش ہو گی اور آخرین بھی۔ یہ حضرت علامہ و محقق و مورخ مولانا محمد نجم الغنی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

حضرت موصوف کا ۱۹۳۲ء بمطابق ۱۳۵۱ھ ۳۰ جون اور یکم جولائی کی شب میں انتقال ہوا۔ حضرت موصوف دنیائے اسلام اور دنیائے علم و ادب میں مانی ہوئی شخصیت تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کی تحقیق کی تعریف فرماتے اور شبلی نعمانی ان کی علمی جلالت و وجاہت سے اس قدر متاثر تھے کہ ان سے ملنے کے لئے ان کے مکان پر جاتے تو اہل محلہ کو حضرت علامہ نجم الغنی کے مقام کا اندازہ ہوتا۔ اللہ تعالےٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین انکی یہ کتاب "مذاہب اسلام"، رضا پبلی کیشنز مین بازار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور نے شائع کر کے اہل علم و تحقیق پر بڑی نوازش فرمائی ہے۔ جو صاحب تمام اسلامی فرقوں کی تاریخ اور اُن کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اس کتاب کی طرف رجوع کریں،

فرقہ ناجیہ اہلِ سنت ہیں

حضرت علامہ امام المحققین علی بن سلطان قاری علیہ الرحمۃ متوفی ۱۰۱۴ھ نے فرقوں والی حدیث کی تشریح میں اپنی مشہور کتاب "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں جو تحقیق فرمائی ہم اس کا اردو

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فرقہ کو ناجی وجنتی قرار دیا۔ ان سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔ میرے بعد میری اور میرے صحابہ خلفائے راشدین کی سنت پر چلنے والے ہوں گے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرقہ ناجیہ (جنتی گروہ) اہلسنت وجماعت ہیں اور اس کی وضاحت میں کہا گیا ہے کہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ جنت والے وہ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے عقیدہ وقول وفعل پر چلنے والے ہوں گے، پس بلاشبہ اس بات کا پتہ (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا عقیدہ وقول وفعل کیا ہے) علمائے اسلام کے اجماع سے ہی چل سکتا ہے، سو جس پر علمائے اسلام (علماء اہلسنت) ہیں وہی حق ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے باطل ہے اور معلوم ہوا کہ گمراہ فرقوں کی بنیاد آٹھ فرقے ہیں، پھر باقی ان سب سے نکل کر کل بہتر ہو جاتے ہیں۔ ایک معتزلہ فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے اعمال کے آپ ہی خالق ہیں اور وہ قیامت کے دن دیدارِ الٰہی ہونے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ نیکوں کو ثواب اور بُروں کو عذاب دینا خدا پر واجب اور فرض ہے اور اس فرقہ کے لوگ اپنے ان عقائد میں بیس گروہوں میں بٹ گئے لہٰذا یہ گمراہ فرقے بیس ہو گئے۔

۲۔ دوسرا فرقہ شیعہ رافضیوں کا فرقہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط وغلو کرتے ہیں اور یہ آپس میں بائیس فرقوں میں بٹ گئے۔

۳۔ تیسرا فرقہ خارجیوں کا ہے، جو رافضیوں وشیعوں کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان گھٹاتے ہیں اور ان کی تکفیر تک کرتے ہیں اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بھی تکفیر کرتے۔ اسے کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور یہ فرقہ پھر بیس فرقوں میں بٹ گیا۔

۴۔ چوتھا فرقہ مرجئہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ جیسے کفر کے ساتھ نیک عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ یہ فرقہ آپس میں پھر پانچ گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔

۵۔ پانچواں فرقہ نجاریہ ہے یہ فرقہ افعال میں اہلسنت کے موافق ہے اور صفات باری تعالیٰ سے انکار اور کلامِ الٰہی کے مخلوق قرار دینے میں فرقہ معتزلہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ دو گروہوں میں بٹ گئے۔

۶۔ چھٹا فرقہ جبریہ ہے، یہ بندے کو مجبور محض قرار دیتے ہیں، اس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

۷۔ ساتواں فرقہ مشبہہ ہے، مشبہہ تشبیہ ہے اور تشبیہ کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مشابہ قرار دینے کے ہیں، یہ فرقہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ جسمانیت میں مشابہ قرار دیتا ہے یعنی جیسے بندوں کا جسم ہے، ایسے ہی خدا تعالیٰ کا جسم ہے اور یہ حلول کے بھی قائل ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ بندوں کے جسم کے اندر حلول کئے ہوئے ہے یعنی ان میں اترا ہوا ہے یہ بھی ایک فرقہ ہے

میزان ان کا میزان کیجئے معتزلہ بیس ۲۰ شیعہ بائیس ۲۲، خارجیہ بیس ۲۰ مرجئہ پانچ ۵، نجاریہ تین ۳، جبریہ ایک اور مشبہہ ایک یہ گمراہ فرقے بہتر ہوئے اور ان کے بعد باقی جس قدر فرقے ہیں۔ ان سب کی کڑیاں ان کے ہی ساتھ ملتی جلتی ہیں اور ملتی جائیں گی۔ مثلاً دیوبندی فرقہ بعض عقائد میں معتزلیہ سے اور بعض میں شیعہ سے اور بعض میں خارجیوں سے اور بعض مسائل میں جبریہ سے اور بعض میں مشبہ سے، غرضیکہ دیوبندی مذہب کسی فرقے کو نہیں چھوڑتا ہر ایک کے عقائد سے کچھ نہ کچھ حصہ گمراہی کا ضرور لیا ہے۔ اور غیر مقلد یعنی اہل حدیث کہلانے والے وہابیوں کے مذہب کی

گڑی بھی اسی طرح خارجیوں، معتزلیوں اور دیگر گمراہ فرقوں سے بھی جا ملتی ہے۔

فرقہ ناجیہ البتہ ایک تہترواں فرقہ، فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہے جو بفضلہٖ تعالٰی جنتی ہیں، امام علی بن سلطان محمد القاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔

فتلک اثنان وسبعون فرقۃ کلھم فی النار والفرقۃ الناجیۃ ھم اھل السنۃ البیضاء المحمدیۃ والطریقۃ النقیۃ الاحمدیۃ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج، ص ۲۰۴)

ترجمہ:۔ پس یہ بہتر فرقے ہیں کل کے کل دوزخ میں جائیں گے اور فرقہ نجات پانے والا وہ اہلِ سنتِ بیضا محمدیہ اور صاف ستھرے طریقہ احمدیہ والا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب نمبر ۶۹ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ "نجات کا راستہ اہل سنت وجماعت (خدا تعالٰی اُن کی کثرت کرے) کی اقوال وافعال واصول و فروغ میں پیروی کرنا ہے۔ پس بیشک فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہے اور ان کے سوا دوسرے فرقے تباہی و بربادی کی زد میں ہیں اور ہلاکت کے کنارے پہ پہنچے ہوئے ہیں، کوئی آج اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن کل روز قیامت اُسے ہر ایک جان لے گا۔ لیکن اس وقت کا جاننا فائدہ نہ دے گا۔ اے اللہ ہمیں اس سے قبل خبردار کردے کہ موت آکر ہمیں خبردار کرے۔ آمین (مکتوبات ج صفحہ .. طبع ترکی)

تین اہم فریضے پھر مکتوب نمبر ۱۷ میں فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پہ تین اہم فریضے عائد ہوتے ہیں۔

"سب سے پہلے ہر مسلمان کہلانے والے پر فرض ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے خیالات وافکار کے مطابق اپنے عقائد کی تصحیح کرلے اور دوسرا اہم فریضہ یہ ہے کہ اس فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے مجتہدین کی آراء وافکار کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے اور تیسرا فریضہ یہ ہے کہ اپنے دل کو اس فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کے صوفیہ کرام کے طریقے کے مطابق پاک کرے اور اپنے آپ کی اصلاح کرے اور اپنے آپ کو سنوارے اور اس آخری رکن کی فرضیت استحسانی (زائد) ہے پہلے دو فرائض کے برعکس، کہ وہ دونوں پہلے ایسے رکن ہیں کہ اسلام کی بنیاد ان دونوں رکنوں کے ساتھ مربوط ہے۔

الخ (ج ۱ صـ ۱۵۷/۱۵۸)

پھر فرماتے ہیں ۷۳ فرقوں میں سے جنتی فرقہ اہلسنت وجماعت ہے اور باقی فرقے دوزخی ہیں اور قابل مذمت۔ فرقہ ناجیہ علماء اہلسنت وجماعت ہیں۔
(ج ۱ صـ ۱۷۶ مکتوب نمبر اسی)

پھر مکتوب نمبر ۲۱۳ میں فرماتے ہیں کہ

"علماء اہلسنت وجماعت ہی فرقہ ناجیہ (جنتی گروہ) ہیں ان کی متابعت و پیروی کرنا چاہیئے اور غیر سنی علماء، علماء سو (گمراہ علماء) ہیں جو علم کو ذلیل دنیا کے حصول کا ذریعہ بنائے پھرتے ہیں (محض دنیوی مفاد کے لئے اپنے عقائد چھوڑ دیتے یا عقائد میں ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔)
(ج ۱ صـ ۲۴۲)

فرقہ ناجیہ اور جماعت

امام احمد اور امام ابوداؤد نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

وان هذه الامة ستفترق على ثلث وسبعين فرقة ثنتان وسبعون في النار وواحدة في الجنة وهي الجماعة (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۷۵)

اور بے شک یہ اُمت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ بہتر دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں اور وہ (جنتی فرقہ) جماعت اہلسنت ہے۔

اور واضح ہو کہ بہتر فرقوں کا دوزخ میں جانا عقائد کی خرابی سے ہوگا۔ اور وہ سب کے سب یعنی ان کا ہر ایک فرد دوزخ میں جائے گا۔ اور اہلِ سنت کے بعض گناہگار غیر تائب عملی کوتاہی کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور عقائد کی خرابی کا عذاب عمل کی خرابی سے زیادہ سخت ہوگا۔ اور اگر اعتقاد کی خرابی کفر کی حد تک ہوگی جیسے روافض (شیعہ) مرزائی اور وہابیہ جنہوں نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں۔ اور ضروریات دین کے منکر ہوتے وہ کفر وارتداد کی وجہ سے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

(اعاذنا اللہ من شرورِھم)

فرقہ معتزلہ

فرقۂ معتزلہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ انہوں نے یہ نیا عقیدہ گھڑا کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ تو مؤمن رہتا ہے۔ اور نہ ہی کافر ہوجاتا ہے، بلکہ وہ ایمان اور کفر کے درمیان ہوتا ہے۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کو جب ان کے اس عقیدہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا "هٰؤُلَآءِ اعْتَزَلُوْا" یعنی یہ لوگ اجماعِ اسلام سے کنارہ کش ہوگئے، جب سے ان کا نام "معتزلہ" رکھا گیا، یعنی مسلمانوں کے ایک اجماع اور متفق علیہ عقیدہ سے منحرف ہونے والے کیونکہ صحابہ و تابعین کا اسبات پر اجماع و اتفاق چلا آرہا تھا کہ مکلف (انسان ہو جن) یا مؤمن ہے یا کافر، ان کا یہ عقیدہ اس اجماع کے خلاف تھا، (کما فی مذاہب الاسلام صف ۱۰۱) شرح عقائد میں ہے، کہ اس مذہب کا بانی واصل بن عطا حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا، تو جب اس نے اہل اسلام کے اجماعی و متفق علیہ عقیدہ کے برعکس یہ نیا عقیدہ اختیار کیا تو امام صاحب نے اسے یہ کہکر "اِعْتَزِلْ عَنَّا" کہ ہم سے الگ ہو جاؤ، دور ہو جا، تو وہ اور اس کے ہم عقیدہ لوگ فرقۂ معتزلہ کے نام سے موسوم و مشہور ہوگیا (شرح عقائد طبع مصر صفحہ ۲۰) نیز فرقۂ معتزلہ کے لوگ جہاں اس اجماعی مسئلہ سے منحرف ہوئے وہاں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے بھی قائل ہوئے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھنے لگے، اس لئے یہ لوگ شیعہ بھی ٹھہرے مولانا نجم الغنی فرماتے ہیں "یہ بات بہت کم ہے، کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہ ہو (مذاہب الاسلام صف ۱۰۲) علاوہ ازیں ان کی گمراہی میں سے ایک یہ بات بھی ہے، کہ یہ اولیاء اللہ کے لئے علم غیب نہیں مانتے، جب کہ اہلسنت انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کے علاوہ مگر ان کے وسیلہ سے اولیاء کے لئے بھی علم غیب مانتے ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲۰ صف ۱۲۸/۱۶۹ تحت آیت فلا یظهر علی غیبه احدا و ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۷ صف ۱۱۸ تحت

آیت عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو) لیکن معتزلہ نے اپنا نام "اصحاب العدل والتوحید" رکھا یعنی عدل و توحید والے (شرح عقائد صفحہ ۲۰)

فرقہ شیعہ

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے، کہ حضرت علی و دیگر ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی تمام نبیوں اور رسولوں سے بہتر اور بلند درجہ رکھتے ہیں چنانچہ شیعہ فاضل نعمۃ اللہ موسوی انوار نعمانیہ میں لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو جلد صفحہ ۲۱) اور اہلسنت کے نزدیک یہ عقیدہ کفر ہے، کیونکہ اس میں انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی توہین ہے، اور توہین انبیاء کفر ہے۔ اسی طرح یہ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو نہیں مانتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان تینوں نے ناجائز طور پر اور جبر و زیادتی کے ذریعے خلافت پر قبضہ کر لیا تھا۔ درحقیقت حضور کے بعد کسی فصل کے بغیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حقدار خلافت ہونے کی وجہ سے خلیفہ تھے اور ان سے پہلے کے تینوں خلفاء ظالم اور غاصب تھے، اس لئے یہ لوگ ان تینوں بزرگوں کی توہین و تنقیص کو نہ صرف جائز ٹھہراتے ہیں۔ بلکہ اسے ثواب اور ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ جسے یہ اپنی اصطلاح و محاورہ میں تبری کہتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں تولی اور تبری دونوں جزو ایمان ہیں، تولی کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے محبت کرنا اور تبری سے مراد خلفاء ثلاثہ اور ان کے ماننے والوں سے اظہار نفرت و عداوت ہے۔ اور ایمان و اسلام کے مصداق میں فرق کرتے ہیں جو دل میں اخلاص و سچائی رکھتا ہو، اسے مؤمن کہتے ہیں اور جو بظاہر ایمان کا مدعی ہو، مگر دل میں کفر رکھتا ہو، اسے یہ لوگ "مسلم" یا "مسلمان" کہتے ہیں۔ جس کے دوسرے معنی منافق کے ہیں۔ اس لئے شیعہ لوگ اپنے آپ کو مؤمن اور غیر شیعہ کو مسلم کہتے ہیں۔ نیز قرآن کریم کو بھی ناقص کہتے ہیں، اور رجعت کے بھی قائل ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے قریب دنیا میں واپس آئیں گے۔ اور تقیہ کے بھی قائل ہیں۔ یعنی دل میں جو کچھ ہو زبان سے اس کے برعکس ظاہر کرنا۔ بلکہ تقیہ کو دین کی روح رواں قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ

ہی اذانوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہیں، کہ وہ بلافصل خلیفۂ رسول
اللہ علیہ وسلم تھے۔ یعنی خلفاءِ ثلاثہ خلیفے نہ تھے۔ بلکہ جھوٹے تھے۔ (معاذ اللہ) شیعہ
مذہب کا بانی دراصل عبداللہ بن سبا تھا۔ جو یہودی تھا پھر مکاری سے مسلمان ہو کر شیعہ مذہب
بانی بنا۔

فرقۂ خوارج

فرقۂ خوارج جنہیں خارجی بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باغی ہو گئے
اور ان کو برا کہنے لگ گئے، اور حضرت معاویہ کے بھی خلاف ہو گئے۔ جب دونوں بزرگوں
حضرت ابو موسیٰ اشعری و حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو اپنے درمیان حکم مقرر کیا اور
کیا کہ یہ دونوں حکم جو حکم دیں گے۔ دونوں فریق اسی پر عمل کریں گے تو فرقۂ خارجیہ نے
نوں بزرگوں پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیا کہ یہ قرآن اور اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہو گئے،
کہ اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" کہ اللہ کے سوا کسی کا حکم
ں، اور علی و معاویہ نے غیر اللہ کو حکم مان کر شرک کیا ہے۔ اور مرتد ہو گئے۔ مسلمانوں پر
فتویٰ مشرک ہونے کا خارجیوں نے صادر کیا اور آج ان کی سنت پر چلتے ہوئے۔ فرقہ
ہیہ خواہ دیوبند کے وہابی ہوں یا نجد کے اُتنی مسلمانوں پر شرک کے فتوے صادر
تے ہیں۔ خارجیوں کے اس شرک کے فتویٰ کی تفصیل ملاحظہ ہو، البدایہ والنہایہ حافظ
کثیر اور الکامل امام مبرد و دیگر کتب تاریخ میں موجود ہے۔ نیز خارجی لوگ ہر ایسے مسلمان کو
سے گناہ کبیرہ سرزد ہو، کافر اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ٹھہراتے ہیں الملل والنحل شہرستانی)

نواصب

نواصب یا ناصبی وہ فرقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت کرام رضوان
علیہم اجمعین کی شان میں توہین و تنقیص کرتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی
یزید کو برحق اور جنتی کہتے ہیں۔ خارجیوں اور ناصبیوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے

کہ خارجی ان تمام صحابہ کرام کو جن کے درمیان لڑائیاں ہوئیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جیسے حضرت علی و معاویہ و عمرو بن عاص و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور ناصبی فرقہ حضرت علی اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتا ہے (مذاہب الاسلام)

فرقۂ مرزائیہ یا قادیانہ

مرزا غلام احمد قادیانی جو ۱۹۰۹ء کو فوت ہوا۔ اس نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اس کے ماننے والے مرزائی یا قادیانی کہلاتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے نزدیک اسلام سے خارج ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی ان کے کفار و مرتدین ہونے کا فیصلہ صادر کیا تھا تاہم علماء دین تو پہلے ہی سے اس کو اور اسے مسلمان سمجھنے والوں کو کافر و مرتد کہہ ہی چکے تھے

فرقۂ پرویزیہ

یہ فرقہ غلام احمد پرویز کا پیروکار ہے یہ حال ہی میں فوت ہوا۔ یہ منکر حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ شریعت کی تعبیر کا حق ملک کی پارلیمنٹ کو دیتا تھا۔ جو سمجھ میں آتا اسی کو مانتا تھا، اور جو سمجھ میں نہ آتا، اسے نہ مانتا خواہ اس کے دلائل کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں، اپنے مطلب کی حدیثیں مانتا تھا اور ان کے حوالے دیتا تھا۔ اور خلاف مطلب حدیثوں کا منکر تھا۔ ان کو ضعیف یا موضوع یا قرآن کے خلاف قرار دیکر رد کر دیتا تھا۔ اسی ذہنیت کے بہت سے لوگ اب بھی موجود ہیں۔ جن میں سے پروفیسر طاہر القادری بھی ہیں۔ محمد حنیف ندوی جو فوت ہو گئے، یوسف گورایہ، امین احسن اصلاحی، جاوید غامدی وغیرہم یہ سب قریب قریب ذہنیت رکھتے ہیں۔ اور حدیث و سنت اور اجماع کے معاملہ میں اسلاف کے نظریات سے ہٹ چکے، اور راہ حق سے بھٹک کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح عبداللہ چکڑالوی اور اس کے فرقہ کے لوگ بھی سنت کے منکر ہیں۔ لیکن شاید دوسرے لوگ تو کچھ اس قدر خطرناک نہیں جس قدر پروفیسر طاہر القادری اہلسنت کے لئے خطرناک ہے۔ کہ وہ پیر پرستی، میلادالنبی اور تصوف اور عشق رسول کا نعرہ بلند کر کے سادہ لوح سینوں کو فریب دیئے ہوئے ہے۔

دیوبندی عقائد

خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ ہر بُرا کام کر سکتا ہے

۱۔ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ ہر بُرا کام کر سکتا ہے۔

"امکانِ کذب، بایں معنیٰ کہ جو کچھ حق تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر بہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا۔

(فتاویٰ رشیدیہ جناب گنگوہی صاحب صفحہ ۴۲ طبع کراچی)

۲۔ "خلاف علماء کا جو در بارہ وقوعِ و عدم وقوعِ خلافِ وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ در اصل کذب نہیں، صورت کذب ہے۔ اس کی تحقیق میں طول ہے، الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالےٰ ہے

کذب داخل تحت قدرت باری تعالےٰ

کذب داخل تحت قدرت باری تعالےٰ جَلَّ وَعَلیٰ ہے۔ کیوں نہ وَھُوَ علیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲ طبع کراچی)

دیوبند کے مولا و مرشد جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کی مصدقہ و جناب انبیٹھوی کی مؤلفہ کتاب براہین قاطعہ میں ہے۔

"مسئلہ خلافِ وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے، "امکان کذب" کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے کہ نہیں (صفحہ ۶)

پھر انبیٹھوی صاحب مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ پر طعن کرتے ہوئے کہ انہوں نے امکان کذب کا رد کیا تھا، لکھتے ہیں۔

۴۔ "اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کذب باری تعالےٰ کو ناممکن کہا ہے اور عجز، قادر مطلق کے مقر ہوئے اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا۔" صفحہ ۶

یعنی تیرھویں صدی کے اہلِ بدعت (دیوبندی وہابی سنی علماء کو اہلِ بدعت یا مبتدعین کہتے ہیں، بمطابق محاورہ (اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) خدا تعالےٰ کے حق میں یہ عقیدہ رکھ کر، کہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا، جھوٹ سے بالذات پاک ہے، قادر مطلق کی عاجزی کا اقرار کر رہیں اور " اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے برعکس اپنا مسلک ٹھہرالیا ہے۔

پھر براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں:-

۵۔ اور مؤلفِ انوار ساطعہ (یعنی مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمۃ) اس پر افسوس نہیں کرتا (کہ اس نے علماء دیوبند کا سا عقیدہ کیوں نہ اختیار کیا) اور امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدماء میں مختلف فیہ ہو چکا ہے اس پر طعن کرتا ہے۔" (ص۶)

۶۔ پھر یہی انبیٹھوی صاحب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔

" خدا تعالےٰ وعدہ خلافی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ خلافِ وعدہ کے قدرت میں داخل ہونے سے کذب کا داخل قدرت ہونا لازم آتا ہے بلکہ حدیث میں مصرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف وعدہ وعہد کو کذب سے تعبیر کیا، چنانچہ قصۂ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں جو ان کو شیطان لعین کے ساتھ غلہ صدقہ میں پیش آیا الخ (ص۲۷)

پھر لکھتے ہیں (براہین قاطعہ دیوبند)

۷۔ " اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے یعنی محدثات و ممکنات خواہ برے ہوں یا

اچھے سب اس کی قدرت میں ہیں (ص۲۷۹)

اس کے واضح معنیٰ یہ ہوئے کہ خدا تعالیٰ ہر برا کام کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

علماء دیوبند کے مولا و مرشد اور ان کے حضرت جناب محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند و خلیفہ و مرید گنگوہی صاحب۔ اپنی کتاب " جہد المقل میں لکھتے ہیں۔

۸۔ "صدق و کذب کلام لفظی صفات افعال میں داخل ہے۔" (ص۴۴ ج۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام لفظی کا سچا اور جھوٹا ہونا خدا تعالیٰ کی صفات فعلیہ میں داخل ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

پھر لکھتے ہیں:

۹۔ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں۔" (ص۴۱ ج۱)

اسی طرح پھر اسی جہد المقل میں لکھتے ہیں۔

۱۰۔ قضیہ غیر واقعی کا عقد و اصدار قدرت باری تعالیٰ جل سلطانہ میں داخل ہے۔"

(ص۴۴ جلد ۱)

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ یعنی وہ دیدہ دانستہ ایسا جملہ بول سکتا ہے، جو واقعہ کے برعکس ہو مثلاً یہ واقعہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا یہ واقعہ ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی۔ تو اللہ تعالیٰ یہ بات کہہ سکتا ہے کہ میں نے آدم کو نہیں بھیجا اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت نہ کی یا اس نے خدا کی نافرمانی نہ کی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ وتعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا موصوف خود بھی ایک مثال دیتے ہیں۔

۱۱۔ "مثلاً حالت قعود زید (زید کے بیٹھے ہونے کی حالت) جناب باری تعالیٰ کو اس کے قعود (بیٹھنے) کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زَیدٌ قَائِمٌ (زید

کھڑا ہے، کے خلافِ واقع ہونے کا پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اس کے بالقصد والاختیار جملہ زید قائم (زید کھڑا ہے) کا منعقد فرمانا اور لباس حروف والفاظ عطا کرکے ملائکہ وعباد پر نازل کردنا ایزد متعال (اللہ تعالیٰ) کی قدرت قدیمہ میں داخل ہے۔"

(جہد المقل صہ ۴۴ ج ۱۰)

پھر لکھتے ہیں:۔

"خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔" (الجہد المقل صہ ۴۴ ج ۱۰)

یعنی علماء دیوبند وعلماء اہلسنت میں اسبات پر اختلاف ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام لفظی جھوٹا ہو سکتا ہے یا نہ علماء اہلسنت کہتے ہیں نہیں ہو سکتا اور علماء دیوبند کہتے ہیں ہو سکتا ہے لیکن کذب فی العلم کو کوئی ممکن نہیں مانتا۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے دیوبند اس عقیدہ کا واضح اقرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا ہو سکتا ہے اور اس کی خبر بھی خلاف واقعہ اور جھوٹی ہو سکتی ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدا جھوٹ سکتا ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں (نام نہاد اہلحدیثوں) کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معروف رسالہ "یک روزہ" میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ لہذا فرشتوں اور نبیوں پر نازل ہونے والا کلام الٰہی جھوٹ ہو سکتا ہے ورنہ بندہ کی طاقت خدا تعالیٰ کی طاقت سے بڑھ جائے گی۔

مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے	خلاف واقعہ خبر دینا (جھوٹ بولنا)
آں بر ملائکہ انبیاء خارج از قدرت	اور ایسے فرشتوں اور نبیوں پر
الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ	نازل کرنا اللہ تعالیٰ سے سرزد

قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقاء آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است
(یکروزہ صہ ۱۷)

ہوسکتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بڑھ جائے، کیونکہ اکثر انسان خلاف واقعہ خبر (جھوٹ) مخاطبین (سامعین) کے آگے بول سکتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی علماء دیوبند اور غیر مقلدوں کے پیشوا کی دلیل قارئین نے سن لی کہ اگر یہ کہا جائے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ نہیں بول سکتا اور فرشتوں اور پیغمبروں پر جھوٹ پر مبنی کلام نازل نہیں کر سکتا۔ تو انسان کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ اکثر انسان دوسرے انسانوں کے آگے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ ایسی ہی مولوی محمود حسن جہد المقل اور خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ میں کہہ چکے۔ اور اوپر حوالے بھی گذر چکے۔ اس میں جھوٹ کی کیا تخصیص ہے، اللہ تعالیٰ ہر برا کام کر سکتا ہے۔ قارئین غور فرمائیں۔ ہر برا کام کرسکتا ہے۔" کے جملہ میں کونسی برائی نہیں آتی، زنا، چوری، شراب خوری ظلم و تعدی وغیرہ وغیرہ من القبائح الخبیثۃ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

کیا ہم ڈاکٹر، پروفیسر اور علامہ ایسے القاب کے حامل طاہر القادری سے سوال کر سکتے ہیں کہ جناب یہ جو فرما رہے ہیں کہ

"تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔"
(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صہ ۵۹)

کیا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کے ساتھ اسے تمام عیوب و نقائص سے پاک اعتقاد کرنا ضروری نہیں، اگر نہیں تو قرآن میں جو اللہ تعالیٰ کی صفت "سبحان اور قدوس" آئی ہے اس کا کیا مطلب ہے اور اگر اسے عیوب و نقائص سے پاک اعتقاد کرنا ضروری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے جھوٹ بلکہ تمام برے کاموں

کے سرزد ہونے کو ممکن ماننے کے باوجود تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی واعتقادی قدریں سب کس طرح ٹھیریں۔

امکان کذب کی دلیل اور اس کا جواب

مولوی اسمٰعیل دہلوی یکروزہ میں لکھتے ہیں :۔

کذب مذکور منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است	کہ کذب باری تعالےٰ اس کی حکمت ودانائی کے خلاف ہے لہٰذا یہ ممتنع بالغیر ہے۔

(صا۱۷)

اور اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ :۔

امتناع بالغیر داخل قدرت الٰہیہ است۔	ممتنع بالغیر اللہ تعالےٰ کی قدرت میں داخل ہے۔

(یکروزہ صک)

اور یہ بھی فرما چکے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کو جھوٹ پر قادر نہ مانا جائے تو عجز و کمزوری لازم آئے گی اور بندے کی قدرت اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔ جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کذب کی نسبت اگر خدا تعالےٰ کی طرف ہو تو اس کو ہم اہلسنت محال بالذات قرار دیتے ہیں۔ یعنی کذب باری تعالےٰ نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی ممتنع بالغیر بلکہ محال بالذات ہے۔ اور ہاں اگر تنزلاً اسے بالغرض ممتنع بالغیر بھی مان لیا جائے تو بھی ممتنع بالغیر پر قدرت نہ ماننے سے اللہ تعالےٰ کی عاجزی ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ خیالی شرح شرح عقائد میں ہے کہ

ان عدم القدرة بناء علی الامتناع بالغیر لیس بعجز فانه	امتناع بالغیر کی بنا پر قادر نہ ہونا عجز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ

تعالیٰ لایقدر علی اعدام المعلول مع علتہ التامۃ | علت تامہ کے باوجود معلول کو معدوم کرنے پر قادر نہیں۔

(صد۶)

علامہ خیالی علیہ الرحمۃ نے گروہ وہابیہ، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی و محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند کے اس توہم کا کامل ازالہ کر دیا کہ جھوٹ چونکہ ممتنع بالغیر ہے اور ممتنع بالغیر تحت قدرت ہوتا ہے اگر اسے تحت قدرت نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجز و ضعف لازم آئے گا۔ علامہ نے واضح فرما دیا کہ ممتنع بالغیر پر قدرت نہ ہونے سے کوئی عجز و ضعف لازم نہیں آتا۔ جیسے علت تامہ کے وجود کی وجہ سے معلول کا معدوم کرنا ممتنع لغیرہ ہے اور یہ تحت قدرت باری تعالیٰ نہیں، اسے کوئی بھی عجز قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ عجز ممکنات محضہ پر قدرت نہ ہونے کو کہتے ہیں چنانچہ حاشیہ خیالی میں علامہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ان عدم القدرۃ علی الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس محلا للقدرۃ اذھی یتعلق بالممکنات الصرفۃ الایری انہ تعالیٰ لایقدر علی اعدام المعلول مع وجود علتہ التامۃ۔ (حاشیہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی صد)

بلاشبہ ممتنع بالغیر پر قادر نہ ہونا عجز نہیں ہے۔ کیونکہ ممتنع بالغیر قدرت کا محل نہیں ہے، کیونکہ قدرت ممکنات محضہ سے متعلق ہوتی ہے کیا یہ بات نہیں دیکھی جاتی کہ اللہ تعالیٰ علت تامہ کے ہوتے ہوئے معلول کے معدوم کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔

الحمدللہ امام عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے تو دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کی غلط فہمی کو بے نقاب کر ڈالا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہابیوں (دیوبندیوں

اور غیر مقلدوں) نے اپنے عقائد کی عمارت کسی بنیاد کے بغیر محض ہوا پہ ہی کھڑی کر رکھی ہے اور یہ کہ ان کے عقائد مسلمانِ اہلسنت کے قطعاً خلاف و برعکس ہیں۔

علمائے دیوبند کے مرشد گنگوہی صاحب کا عقیدہ کہ خدا تعالےٰ سے جھوٹ سرزد ہو گیا

عام وہابیہ تو امکانِ کذب کے قائل تھے ہی لیکن جناب اسمٰعیل دہلوی کے مقلد و متبع جناب رشید احمد گنگوہی صاحب نے تو امکانِ کذب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے وقوعِ کذب کو بھی تسلیم کر لیا۔ چنانچہ ان سے فتویٰ طلب کیا گیا کہ جو شخص وقوعِ کذب باری کا قائل ہے۔ اس کا کیا حکم ہے تو موصوف نے اس کو گمراہ و فاسق و کافر کہنے سے منع کیا اور ساتھ ہی وقوعِ کذب کے معنیٰ کے درست ہونے کی تصریح بھی کر دی۔

چنانچہ رسالہ "صیانۃ الناس" مطبوعہ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ ۱۳۰۸ھ کے آخری ورق میں جناب رشید گنگوہی صاحب کا فتویٰ چھپا اس پر ان کے دستخط اور ان کی مُہر بھی تھی۔ نیز وہ اصل فتویٰ علامۂ زماں مولانا نذیر احمد خاں محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے پاس بھی تھا وہ اپنی کتاب "اعلاء الحق" میں لکھتے ہیں کہ،

"مولوی رشید احمد گنگوہی نے خود وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہونے کی تصریح کی چنانچہ رسالہ صیانۃ الناس مطبوعہ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ ۱۳۰۸ھ کے آخری ورق میں یہ فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی کا مطبوع ہو چکا ہے اور ان کے ہاتھ کا اصل فتویٰ لکھا ہوا ان کی مہر کی ہوئی بھی ہمارے پاس موجود ہے، اس کی عبارت تھوڑی سی یہ ہے۔

"بعض علماء وقوعِ خلفِ وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلفِ وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں خلافِ واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے اگر انسان

ہو گا تو حیوان بالضرور ہو گا۔ لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو جس نے اس مسئلہ میں اختلاف کرنے والے دو فریقوں کے درمیان بطور ثالث کے وقوعِ کذب کا قول کیا کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے۔

(اصطفاء الحق صفحہ ۳۰ - ۲۱ طبع مبمبئی ۱۳۱۴ھ)

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی کلام بھی جھوٹ سے خالی نہیں

دیوبند کے مولاو مرشد جناب گنگوہی صاحب کی اس عبارت سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ کذب عام ہے اور وعدہ و وعید اور خبر خاص اور کذب کے انواع ہیں، جب وعدہ و وعید اور خبر کذب کے انواع ہوئے تو کذب، وعدہ و وعید اور خبر کی جنس ہوا اور جنس اپنی نوع کی جُز ہوتی ہے، جب کذب جنس خبر ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کی ماہیت میں داخل ہوا تو دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے ہر وعدہ و وعید اور خبر میں کذب داخل ہوا (نعوذ باللہ من ذٰلک) جیسے حیوان اپنے تمام انواع کی ماہیت میں داخل ہیں اور جناب گنگوہی نے اہل معقول کی اصطلاح اور اُن کے مسلک کے مطابق کذب کو جنس اور وعدہ و وعید اور خبر کو انواع قرار دیا۔ اسی لئے یہ مثال دی کہ انسان ہو گا تو حیوان ضرور ہو گا۔ پس گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالےٰ کا کوئی وعدہ و وعید اور خبر کذب سے خالی نہیں ہے بلکہ کذب سے خالی ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ جب کذب وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جُزء ہوا تو وعدہ و وعید اور خبر کا جنس و جُز کے بغیر پایا جانا محال ہے، چنانچہ خود گنگوہی صاحب نے کہدیا کہ انسان ہو گا۔ تو حیوان ضرور ہو گا۔ جس سے واضح ہے کہ انسان کا حیوان کے بغیر پایا جانا محال ہے تو جب اللہ تعالےٰ کے وعدہ و وعید اور خبر میں کذب کا پایا جانا

ضروری ہوا تو اس کے وعدہ وعید اور خبریں اس کا صدق جو کذب کی نقیض ہے محال ہوگیا۔ کیونکہ ایک ہی محل میں دو نقیضوں کا جمع ہونا محال ہے تو علماء دیوبند کے پیرو مرشد اور ہادی و قطب رشید احمد گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ تعالٰے کے تمام وعدے وعیدیں اور خبریں جھوٹی ٹھہریں۔ (نعوذ باللہ من ذلک وتعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً)
اور گنگوہی صاحب کے شاگرد و مرید و خلیفہ جناب محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند بھی اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرماتے ہیں:

خلف وعدہ و وعید منجملہ افراد کذب ہیں۔ اس کے چند سطروں کے بعد پھر لکھتے ہیں۔ "خلف مذکور کذب کی فرد ہے جس سے کذب کا مقدور باری ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو جہد المقل ج ۱ صلے)

اس میں محمود حسن صاحب نے خلف وعد و خلف وعید کو کذب کے افراد قرار دیا یعنی کذب نوع ہوا اور خلف وعدہ و وعید اس کے افراد ہوئے اور قاعدہ یہ ہے کہ کوئی فرد اپنی نوع کے بغیر نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ نوع اپنے افراد کی ماہیت کا عین ہوتی ہے۔ تو جب خلف وعد اور خلف وعید ان کے بقول ممکن ہوئے تو کذب بھی ممکن ہوا۔ لیکن ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ اگرچہ جھوٹ و ظلم وغیرہ برے کام اللہ تعالٰے کی قدرت میں ہیں وہ کرسکتا ہے مگر کرے گا نہیں (جہد المقل ج ۱ ص ۴۰)

اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے۔ مرید تو امکان کی حد سے آگے نہیں بڑھے۔ لیکن پیرو مرشد گنگوہی صاحب نے امکان امکان کرتے کرتے "وقوع کذب باری تعالٰے کا عقیدہ اختیار کرلیا۔

اور یہ عقیدہ فرمان خداوندی " ومن اصدق من اللہ قیلا " آیت قرآن مجید کے برعکس اور کفر ہے۔ کس قدر افسوس ہے علماء دیوبند پر کہ امکان امکان کرتے کرتے وقوع کذب کے قائل ہوگئے اور تصریح کردی کہ " وقوع کذب کے معنی درست

ہو گئے ۔" یہ کفر و گمراہی وہابیوں کے امام ہندی جناب اسمٰعیل دہلوی کی تقلید و پیروی کے باعث علماء دیوبند میں آئی ۔ اس کے بعد ان کی علمیت و تحقیق پر صد افسوس جو ان عقائد کے باوجود اسلامی فرقوں کے درمیان اختلافات کو محض فروعی قرار دیتے پھر رہے ہیں ۔ (کفر اور گمراہی کے لفظ سے علماء دیوبند ناراض نہ ہوں کیونکہ کفر کو کفر نہ کہنا کفر ہے ۔)

عقائد علماء دیوبند میں عقیدۂ معتزلہ وغیرہ کی ملاوٹ

علماء دیوبند کے عقائد کا بغور و بہ تحقیق مطالعہ کرنے سے علماء اہلسنت اس نتیجہ پر پہنچے ہیں بلکہ ہر سمجھدار اور ہر دانشور اس نتیجہ پہ پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علماء دیو بند کے عقائد میں بہت سے ان فرقوں کے عقائد کی آمیزش اور ملاوٹ ہے ، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی رُو سے بہتر کی تعداد میں جہنمی اور دوزخی ہیں ، اور اہلسنت کے مقابلہ میں اُن کی ہر بات کی کڑی ان بہتر جہنمی فرقوں میں سے کسی نہ کسی سے جا ملتی ہے ۔ مثال کے طور پر وہابی عقائد کی آمیزش ہی نہیں مکمل طور پر انہیں وہابی عقائد سے اتفاق ہے ، چنانچہ جناب گنگوہی صاحب کے فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے گذرا ۔ ان کے علاوہ اللہ تعالٰے کے بارے میں ان کا عقیدہ خدا تعالٰے جھوٹ بول سکتا ہے ، بلکہ ہر برا کام کر سکتا ہے یہ اُن کی معتزلہ کے عقائد سے موافقت و مطابقت ہے ، کیونکہ یہی عقیدہ معتزلہ کا ہے ، چنانچہ امام علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ۔

انه لا یوصف اللہ تعالیٰ	بے شک اللہ تعالٰے کے بارے
بالقدرۃ علی الظلم لان المحال	میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ظلم پر
لا یدخل تحت القدرۃ وعند	قادر ہے ۔ کیونکہ محال تحت قدرت

المحقق لہ انہ یقدر ولکن لایفعل (شرح فقہ اکبر ص۳۰ طبع مصر)

نہیں اور معتزلہ کے نزدیک وہ ظلم پر قادر ہے لیکن کرے گا نہیں۔

الحمد للہ امام علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری نے واضح فرمایا کہ ظلم پر قدرت کا عقیدہ معتزلہ کا عقیدہ ہے اہلسنت کا نہیں اور علماء دیوبند نے مسلک اہلسنت کو چھوڑ کر معتزلہ کا عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔

جناب محمود حسن صاحب دیوبندی کی دیانت

قارئین علماء دیوبند کی دیانت بھی ملاحظہ فرماتے جائیں کہ محمود حسن صاحب دیوبندی مدرس اول دیوبند وشاگرد رشید احمد گنگوہی نے جہد المقل میں علامہ خفاجی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

قال المحقق ھو لا یفعل الظلم لمنافاتہ الحکمۃ لا القدرۃ الخ (جہد المقل ج ۱ ص۳)

محقق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ظلم نہیں کرے گا۔ کیونکہ ظلم اسکی حکمت کے خلاف ہے۔ قدرت کے خلاف نہیں۔

اسی عبارت سے محمود حسن صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ کوئی اہل سنت کے محقق ہیں جو عقیدۂ اہل سنت بیان کر رہے ہیں کہ:

اللہ تعالےٰ اس لیے ظلم نہیں کرے گا کہ یہ اسکی حکمت کے خلاف ہے قدرت کے خلاف نہیں۔ یعنی وہ اس پہ قادر ہے کہ کسی پر ظلم کرے۔ حالانکہ امام خفاجی کی مراد "محقق" سے علامہ امام زمخشری معتزلی ہے، جو فرقہ معتزلہ کا امام و محقق ہے اس کا اہل سنت سے تعلق نہیں۔ اور علامہ امام خفاجی نے اس کے بعد مسلک اہل سنت اس کے برعکس بتایا ہے جسے محمود حسن صاحب نے چھوڑ دیا۔ ملاحظہ ہو

حاشیہ خفاجی علی البیضاوی ج۔۳ ص ۱۳۶/ ۱۳۷)

اور یہی عبارت جسے معتزلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے امام خفاجیؒ نقل کیا بعینہٖ تفسیر کشاف میں موجود ہے ملاحظہ ہو۔

وانہ لا یفعل لاستحالۃ فی الحکمۃ لا لاستحالۃ فی القدرۃ	یعنی اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرے گا کیونکہ یہ اس کی حکمت میں محال ہے۔ اس کی قدرت میں محال نہیں ہے۔

(تفسیر کشاف ج ۱ ص ۵۲۶)

علماء دیوبند پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے بڑی ہوشیاری کے ساتھ لوگوں کو دھوکہ دیتے اور گمراہی کے پھیلانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں، اس سلسلے میں بڑے بڑی سے بھی باز نہیں آتے، جناب طاہر القادری اور محترم جسٹس صاحب کی حالت بھی قابل رحم ہے جو ان اختلافات کو فروعی قرار دے رہے ہیں، جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی شان تقدیس کے ساتھ ہے گویا خدا تعالیٰ کے کذب کا امکان بلکہ اس کا وقوع بھی ان کے نزدیک فروعی مسئلہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ارشاد علامہ احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ

قارئین کرام، اس سلسلے میں علامہ امام احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔ جو انہوں نے علماء دیوبند کے اس عقیدۂ فاسدہ کے بارے میں فرمایا۔

" اہلسنت کہتے ہیں کہ کذب کے تحت قدرت باری تعالیٰ ہونے سے بندوں کے جھوٹ کی تخلیق اور اس کے باقی رکھنے یا نہ رکھنے پر قدرت خداوندی کا ہونا مراد ہے یا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود صفت کذب سے متصف ہو سکتا ہے۔ اگر پہلی

شق مراد ہے تو اس میں آج تک کسی سنی نے اختلاف نہیں
کیا۔ پھر یہ کہنا کہ امکان کذب کے مسئلہ میں شروع سے
ہی اختلاف رہا ہے باطل محض اور جہالت و ضلالت ہے
اور اگر دوسری شق مراد ہو تو اس سے بڑھ کر شان الوہیت
میں کیا گستاخی ہوسکتی ہے کہ معاذاللہ۔ اللہ تعالےٰ کے متصف
بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے اہل سنت کے نزدیک
ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔
(الحق المبین صـ ۴۸)

لیجئے علامہ امام احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے عقیدۂ علماء دیوبند کو کہ خدا تعالےٰ جھوٹ
بول سکتا ہے۔ نہ صرف گمراہی قرار دیا ہے بلکہ اُسے کفر خالص ٹھہرایا ہے۔ اب جناب طاہر
اور جناب جسٹس صاحب مدظلہ تعالیٰ جو ان اختلاف کو فروعی ٹھہراتے جارہے
ہیں واضح فرمائیں کہ فرقہ دیوبندی اہلسنت سے الگ فرقہ اور باقاعدہ ایک الگ
مسلک ہوا یا نہ ؟ پھر ان کا انٹرویو میں کہنا کہ "دیوبندی" کوئی فرقہ نہیں۔ طاہر صاحب
کی ناواقفیت نہیں تو اور کیا ہے ؟ پھر اپنے ادارہ منہاج القرآن میں دیوبندی مسلک کے
لوگوں اور شیعوں کو ممبر بنانا۔ اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ ادارہ اہلسنت کا نہیں

علماء دیوبند معتزلہ کی طرح علم الٰہی کے منکر

دیوبندی حضرات کے مولا و مرشد جناب رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید اور
خلیفہ و جانشین جناب حسین علی ساکن واں بھچراں، ضلع میانوالی اور ان کے شاگرد غلام اللہ
خاں راولپنڈی اور بعض دیگر علماء دیوبند معتزلہ کے اس عقیدہ کی کہ :-

" اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا پہلے سے علم نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔" تائید و حمایت کر کے معتزلہ کی طرح علم الٰہی کے منکر ہو گئے، چنانچہ حسین علی صاحب اپنی تفسیر "بلغۃ الحیران" میں جو انہوں نے اپنے شاگرد غلام اللہ خاں راولپنڈی کو قلم بند کرائی ہیں فرماتے ہیں۔

" اور انسان خود مختار ہے، اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ تعالےٰ کو پہلے سے کوئی بھی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالےٰ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

" اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔" (تفسیر بلغۃ الحیران صفحہ ۱۵۷-۱۵۸)

یہاں یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا ہے انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ اس لئے کہ جب مولوی صاحب مذکور نے قرآن و حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ معتزلہ کا مذہب ہو یا کسی دوسرے کا قرآن و حدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیوں کر سکتا ہے؟۔

(الحق المبین صفحہ ۴۷)

جبکہ اہلسنت کے نزدیک ایسی آیات کی تاویل کی گئی ہے۔ مثلاً علم بمعنی تمیز بھی کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۷۰۳)

حالانکہ اہلسنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ امام علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:۔

من اعتقد ان اللہ لا یعلم	جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالےٰ
الاشیاء قبل وقوعها فهو کافر	چیزوں کو ان کے واقع ہونے

وان عد قائله من اهل البدعة (شرح الفقه الاکبر ص۱۶ مصری)

سے پہلے نہیں جاتا وہ کافر ہے اگرچہ اس عقیدہ کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ ہیں اور اس اختلاف کو فروعی اختلاف شمار کرنا خود کفریہ عقیدہ اختیار کرنا ہے اور یہ جو بعض حضرات جو ان اختلافات کو محض باہمی غلط فہمیاں یا محض تحریر و قلم کی فروگزاشت اور بے احتیاطی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ کفریہ عقائد کی حمایت کر کے مسلک اہل سنت سے بیزاری یا بے خبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

علماء دیوبند مجسمہ فرقہ بھی ہیں

نیز علماء دیوبند کے عقائد میں جہاں معتزلیہ کفریہ عقائد کی آمیزش ہے وہاں فرقہ مجسمہ (جو اللہ تعالٰی کے جسم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں) کے عقائد باطلہ کفریہ کی آمیزش بھی ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہ امام ابن تیمیہ کو بھی اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں اور وہ مجسمہ فرقہ کی طرح خدا تعالٰی کے جسم ہونے کا قائل بھی تھا، چنانچہ علامہ امام عبدالحلیم انصاری لکھنوی والد ماجد مولانا عبدالحی لکھنوی "القول الاسلم علی شرح السلم" میں فرماتے ہیں۔

رد علی قول ابن تیمیة من المجسمة حیث قال ان الله متمکن علی العرش وهو مکانه (القول الاسلم ص۳۰)

علامہ عبدالشکور بہاری علیہ الرحمۃ کا "لایحد" کہنا مجسمہ میں سے ابن تیمیہ کا رد ہے کہ اس نے کہا کہ بیشک اللہ تعالٰی نے عرش پر رہتا ہے اور وہ اس کی جگہ ہے۔

اسی طرح امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی حدیثیہ میں ابن تیمیہ اور اس کے

شاگرد ابن قیم کو گمراہ اور گمراہ کن ٹھہرایا ہے لیکن علماء دیوبند اسے اپنا بزرگ قرار دیتے ہیں۔

علماء دیوبند شانِ قرآن کے منکر

قارئین کرام کو یہ معلوم کر کے شاید تعجب ہوگا کہ علماء دیوبند شانِ قرآن کریم کے بھی منکر ہیں، مسلمانوں کے عام و خاص سب سمجھنے بالا یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنا کلام یعنی قرآن کریم نازل کیا وہ ایسا فصیح و بلیغ کلام ہے کہ کفار ایسا فصیح و بلیغ کلام لانے سے عاجز و قاصر رہ گئے۔ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت معجزانہ حد تک مسلم ہے لیکن علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم نے کفار کو اپنی فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا تھا اور یہ کہ فصاحت و بلاغت سے عاجز کرنا علماءِ دیوبند کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں، چنانچہ دیوبندی علماء کے مولا و مرشد جناب رشید گنگوہی کے شاگرد و مرید و خلیفہ و جانشین جناب حسین علی صاحب اپنی کتاب بلغۃ الحیران میں فرماتے ہیں۔

یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا، کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء، بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔" (بلغۃ الحیران صـ۱۲)

امام احمد سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ کا فرمان ذی شان

علامہ امام سعید الکاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ قرآنِ کریم نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے کفار فصحاءِ عرب کو عاجز کیا تھا اور قرآن کی یہ شان اعجاز قیامت تک باقی رہے گی، جو شخص اس اعجاز قرآنی کا منکر ہے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو کمال نہیں سمجھتا وہ دشمن

ملحد و بے دین، خارج از اسلام ہے۔" (الحق المبین صفحہ ۴۳)

جناب طاہر القادری اور جسٹس صاحب جو ان اختلافات کو فروعی قرار دے رہے ہیں عبرت حاصل کریں کہ کیا فروعی اختلاف کی وجہ سے کسی کو ملحد و بے دین اور اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔؟

علماء دیوبند شانِ رسالت کے منکر اور مرزائیوں کے ہم عقیدہ ہیں

شانِ الوہیت اور شانِ قرآن کے انکار کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند نے شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں وہ سوء ادبیاں اور گستاخیاں کیں ہیں کہ آج تک کسی کافر کو بھی اس کی ہمت نہیں پڑی نیز انہوں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر بھی ہاتھ صاف کر ڈالا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے دعوائے نبوت آسان بنا دیا بلکہ اس کے لئے راستہ کھول دیا چنانچہ دیوبند کے بانی جناب نانوتوی صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل شدہ کلام الٰہی "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" میں لفظ "خاتم النبیین" کے اجماعی معنی کا انکار کر دیا۔ جبکہ یہ معنی چودہ سو سال سے مسلم وقطعی واجماعی چلا آرہا تھا اور وہ معنی ہے۔" آخری نبی" جس کا انکار کیا گیا اور اسے عوام کا خیال ٹھہرایا گیا۔

ملاحظہ فرمائیے بانی دارالعلوم دیوبند جناب محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:۔

> "بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی "خاتم النبیین" کے معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے۔

اور سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم

یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں

"وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" فرمانا اس صورت میں

صحیح ہوسکتا ہے۔" (تحذیر الناس طبع دیوبند ص۳)

حالانکہ قرآن مجید میں جو لفظ "خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" وارد ہوا۔ اس کا معنی جو

چودہ سو سال سے منقول و متواتر چلا آرہا ہے وہ آخر النبیین" ہی ہے یعنی" آخری نبی"

جو شخص اس کو محض عوام کا خیال قرار دیتا ہے وہ قرآن کریم کے معنی منقول و متواتر کا

منکر ہے اور بانی دار العلوم دیوبند نے اس معنی کا انکار اور دیگر دیوبند علماء نے اس سے

اتفاق اور اس کی حمایت کر کے کفر کا ارتکاب کیا۔

خاتم النبیین کا من گھڑت معنی

اس کے بعد آپ جناب نانوتوی نے" خاتم النبیین" کا جو من گھڑت معنی کیا

ہے۔ وہ یہ کہ

"آپ موصوف بہ وصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف

بہ وصف نبوت بالعرض، اوروں کی نبوت آپکا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض

نہیں۔" (تحذیر الناس ص۴)

پھر لکھتے ہیں:

"بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا

آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض

(ص۸)

۔۔۔ موصوف نے چونکہ " خاتم النبیین کا معنی ہی بدل ڈالا اور اس کا معنی یہ کیا کہ آپ

کی نبوت بالذات اور دوسرے نبیوں کی بالعرض ہے اور اس کی مزید وضاحت بھی کر دی کہ آپ کی نبوت کی مثال سورج کی سی ہے، جس کا نور ذاتی ہے اور دوسرے نبیوں کی نبوت کی مثال ستاروں کی سی ہے، جن کا نور ذاتی نہیں بلکہ سورج ہی کے نور کا فیض ہے۔ اور موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ سب کے کمالات آپ میں جمع ہیں کا سلسلہ آپ پر ختم ہو جاتا ہے۔ بایں معنی آپ خاتم النبیین ہیں۔" (صکے) اس کے بعد فرماتے ہیں۔

"قدرِ ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اسبات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے۔ جیسے انبیاء گزشتہ کا وصفِ نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور، اور اگر اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔ اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم (اختتام پذیر) ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو گیا۔ تو سلسلۂ علم و عمل کیا ہے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تحذیر الناس ص ۱۴/۱۳)

قارئین نے سمجھ لیا ہوگا کہ بانی دار العلوم دیوبند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ کے اعتبار سے آخری نبی تسلیم نہیں کر رہے ہیں بلکہ مرتبہ و کمالات اور آپ کے وصفِ نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہونے کے اعتبار سے آپ کو آخری مانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ حضور کے زمانۂ اقدس میں کسی اور نبی کے فرض کئے جانے کو آپ کی ختم نبوت کے

خلاف نہیں سمجھتے اور نہ ہی بعد میں کسی نبی کے فرض کئے جانے کو حضور کی شان خاتمیت کے منافی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

اگر خاتمیت بہ معنی اوصاف ذاتی بہ وصف نبوت لیجئے جیسا ہیچمندان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۵)

لیکن اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ضرور فرق آئے گا۔ جیسا کہ بالفرض محال اللہ تعالےٰ کیساتھ کوئی دوسرا اللہ پایا جائے تو توحید باری تعالےٰ میں ضرور فرق آئے گا۔ جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ توحید باری تعالےٰ کا بھی منکر ہے اور ختم نبوت کا بھی۔

عُلمارِ دیوبند کے عقیدے میں سات خاتم النبیّین

قادیٰین :- بانی دار العلوم دیوبند نے "خاتم النبیین" کا جو گمراہ کن اور کفری معنی کیا اب بنا فاسد علی الفاسد کے طور پر اس پر مزید عمارتیں کھڑی کرتے چلے جا رہے ہیں، پہلے کہہ چکے ہیں کہ حضور کے زمانہ میں بھی بالفرض کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ آپ کے زمانہ یا آپ کے بعد کے نبی آپ کے ہی فیضان کے محتاج ہوں گے، چونکہ فیضان آپ کا ہی ہوگا اس لئے کہ وصف نبوت ایسا متصف بالذات اور کمالات و مرتبہ میں سب سے آخری نبی آپ ہی ہیں، اس لئے آپ کے ساتھ یا آپ کے بعد کوئی اور نبی بھی ہوں تو آپ کی ختم نبوت میں فرق نہ آئے گا۔ اس کے علاوہ بانی دار العلوم

دیوبند کے نزدیک روئے زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ چھ خاتم النبیین اور بھی ہیں اس طرح کل سات
خاتم النبیین ہوئے۔ حالانکہ آج تک جملہ اہل اسلام کا متفق علیہ اور اجماعی وقطعی عقیدہ چلا آ
رہا ہے کہ عرش الٰہی سے تحت الثریٰ تک، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کے
درمیان واحد خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مگر بانی دارالعلوم
دیوبند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ خاتم النبیین اور بھی مانتے ہیں (ملاحظہ ہو تحذیر الناس
صہ ۲۷/۲۸/۲۹/۳۰/۳۱) لکھتے ہیں۔

"ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء خاتم ہیں پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم ان سب کے خاتم۔" (صہ ۳۱)

"ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع ہے۔" (صہ ۳۱)

قارئین غور فرمائیں کہ کیا ختم نبوت فروعی مسئلہ ہے تو غلام احمد قادیانی اور اس کے
پیروکاروں کو اسلام سے کیوں خارج ٹھہرایا گیا ہے اور اگر اصولی ہے تو بانی دارالعلوم
دیوبند اور اس کے پیروکار دیوبندی علماء کو کیوں مستثنیٰ کیا جائے، جناب طاہر صاحب اور
محترم جسٹس صاحب اسے فروعی مسئلہ قرار دے کر اپنے ایمان واعتقاد کی خبر لیں اور خدائے
قدوس کے حضور پیش ہونے سے پہلے ہی اپنی اصلاح کرلیں۔ پھر محترم
جسٹس صاحب کا فرمانا کہ "نانوتوی صاحب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت
زمانی کے منکر نہیں ہیں، خود ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ نانوتوی صاحب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ چھ خاتم النبیین اور بھی تسلیم کر رہے ہیں، پھر بھی مان لیا جائے کہ وہ
ختم زمانی پر یقین رکھتے ہیں ع ایں چہ بوالعجبی ست

علماء دیوبند کا عقیدہ کہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ (معاذ اللہ)

قارئین! ان اختلافات کو فروعی اختلاف ٹھہرانے والوں کی نادانی پر تعجب آتا ہے۔ غور فرمائیے وہابیوں کے گروہ میں سے فرقہ دیوبندیہ کے بزرگ عالم جناب خلیل احمد انبیٹھی شاگرد و خلیفہ جناب رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۶ پر جو گنگوہی صاحب کی مصدقہ بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان علماء دیوبند سے معاملہ کر کے سیکھی جیبہ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔" (ملخص) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوبند سے اردو زبان سیکھنا اس مدرسہ کی اور اس کے علماء کی عظمت کی دلیل ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے اور اپنے انجام تک کا علم نہ تھا۔ پھر لکھتے ہیں:

"شیخ عبد الحق (حدیث) روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔" علماء دیوبند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص کے لئے یہاں تک زور لگا دیتے ہیں کہ جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے سے بھی نہیں چوکتے۔ چنانچہ یہاں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ پر بہتان لگا دیا۔ حالانکہ شاہ صاحب مدارج النبوۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک

کی وسعت بیان کرتے ہوئے مخالف کی طرف سے اعتراض بیان کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، پھر اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ :

"این سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ" کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور ایسی کوئی صحیح روایت نہیں آئی (مدارج نبوت ج ۱ صـ)

پھر لکھتے ہیں :

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ (براہین قاطعہ صـ ۵۵)

علماء دیوبند نے اس عبارت میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانا پھر عجیب بات یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کا محیط علم شرک قرار دیا۔ پھر اسی کو شیطان و ملک الموت کے لئے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اُسے قرآن و سنت کے نصوص و عبارات سے ثابت بھی مانا گویا شیطان و ملک الموت خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہرے اور ان کا شریک ہونا قرآن و سنت سے ہی ثابت ہوا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اور ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں شیطان اور ملک الموت کو زیادہ علم والا ماننا۔ درج ذیل عبارت سے بھی صراحت کے ساتھ ثابت ہو رہا ہے۔

"اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں

ملک الموت کے برابر ہو چہ جائیکہ زیادہ۔" (براہین قاطعہ صہ ۵۶)

حالانکہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ فلاں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے وہ کافر ہو گیا چنانچہ آگے حوالہ آتا ہے۔

علماء دیوبند کا اپنی طرف نبوت کی نسبت پر تسلی و اطمینان

علماء دیوبند کے حکیم الامت جناب اشرف علی تھانوی صاحب کے ایک مرید نے لکھا ہے کہ اس نے خواب میں کلمہ پڑھا مگر محمد رسول اللہ کی جگہ اپنے پیر و مرشد تھانوی صاحب کا نام لیتا رہا اور "لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ" کہتا رہا پھر بیدار ہوا۔ اور اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے بیداری میں درود شریف پڑھ کر اس غلطی کا تدارک کرنا چاہا لیکن درود میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی بجائے اشرف علی تھانوی زبان پر آتا رہا اور یوں کہتا رہا۔ "اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی" حالانکہ بیدار تھا۔ لیکن کہتا ہے کہ زبان قابو میں نہ تھی۔" اس کا جواب تھانوی صاحب نے یہ دیا "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔" ۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔"

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ تھانہ بھون ج ۳ صہ ۳۵)

اس کے بعد تھانوی اور ان کے مرید مذکور کا معاملہ ۱۳۳۶ھ کو علماء حرمین شریفین کے پیش ہوا، جس پر انہوں نے دونوں کی تکفیر کی اور ایک رسالہ کی صورت میں "الجبل الثانوی علی کلوۃ التھانوی" کے تاریخی نام سے شائع کیا گیا۔

پھر بھی تھانوی صاحب جن کے نام پر لاہور میں علماء دیوبند نے "جامعہ اشرفیہ" کے نام سے مدرسہ بھی قائم کر رکھا ہے، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص کی

وہ کہتے ہیں۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (کہ آپ غیب جانتے ہیں)
اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب
ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
حیوانات کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص۸ طبع دیو بند)

اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کا علم زیادہ
بتایا گیا تھا اب "ایسا" کا کلمہ جو اُردو میں تشبیہ کے لئے ہوتا ہے استعمال کر کے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچوں، پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم جیسا بتایا جارہا ہے۔ لا
حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس پر امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کا فرمان ملاحظہ ہو۔

من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او نقصہ کان یقول فلاں اعلم منہ صلی اللہ علیہ وسلم او الحق بہ نقصا فی نفسہ او مما یتعلق بخلقہ وخلقتہ او نسبہ (الی ان قال) فانہ کفر (حاشیہ نسائی از محدث سورتی علیہ الرحمۃ ج ۱ ص ۱۰۷ بحوالہ نسیم الریاض)

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شان بات کی یا آپ کی طرف عیب کی نسبت کی یا آپ کی تنقیص کی مثلاً یوں کہا کہ فلاں کا علم حضور کے علم سے زائد ہے یا آپ کی ذات شریف کی طرف کسی نقص کی نسبت کی یا آپ کے خلق یا خلقت یا نسب شریف کی طرف عیب کی نسبت کی وہ بلاشبہ کافر ہو گیا۔

اس تحقیق کے بعد علماء دیوبند کے مذکورہ بالا عقائد کے کفر ہونے میں کونسا شک
باقی رہ گیا۔ جس کی بنا پر ان اختلافات کو جو سنی اور وہابی دیوبندی کے درمیان پائے جاتے ہیں،
فروعی ٹھہرایا جارہا ہے۔ علماء دیوبند سے اپیل ہے کہ وہ راقم کی تلخ نوائی کا بُرا نہ مانیں، حق کو مانیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب رحمۃ للعالمین کی توہین

علماء دیوبند کے مولا و مرشد جناب گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں۔

" لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیا و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمتِ عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بول دیوے تو جائز ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۷ طبع کراچی)

حالانکہ رحمۃ للعالمین کے معنی سارے جہانوں کے لئے رحمت ہونے کے ہیں۔ بیشک ہر نبی اور ولی اللہ کی طرف سے لوگوں کے لئے رحمت ہیں۔ مگر جب اس کی اضافت عالمین کی طرف جائے گی۔ تو اس کا استعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کیلئے بھی کسی طرح درست نہ ہوگا بلکہ اس کو حضور کی شان میں تنقیص تصور کیا جائے گا۔ جیسے "رب" کے معنی مالک کے ہیں۔ اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے لئے بھی ہوا مثلاً رب المال یعنی مال کا مالک "رب الدار" گھر کا مالک، لیکن جب اسے "عالمین" کی طرف مضاف کریں گے تو اس وقت اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے درست نہ ہوگا۔ بے شک مجازی معنی ہی مراد لیں تب بھی۔ مثلاً "رب العالمین" مجازاً بھی کسی کو نہیں کہہ سکتے اسی طرح "رحمۃ للعالمین" بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، لیکن علماء دیوبند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص القاب واوصاف اپنے علماء کو دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے بانی مفتی محمد حسن کے انتقال پر ان کی سوانح چھاپی گئی تو اس میں انکو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا گیا ملاحظہ ہو:

" آج نماز جمعہ کے موقع پر خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ

حضرت قبلہ "رحمۃ اللعالمین" دنیا سے سفر آخرت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن"۔ (تذکرہ حسن صـ ۲۰۶ مرتبہ وکیل احمد جامعہ اشرفیہ لاہور ۱۳۸۱ھ)

حضرات محترم بلاشبہ یہ عقائد وہابیہ تھے، جن پر علماء عرب وعجم نے کفر کے فتوے عائد کر کے اپنی دینی وشرعی ذمہ داریوں کا ثبوت دیا (ملاحظہ ہو حسام الحرمین، الصوارم الهندیہ، الحق المبین، الجبل الثانوی وغیرہ) اور ان عقائد کو قادیانیوں اور رافضیوں کے عقائد کی طرح قطعاً کفریہ ٹھہرایا اور ایسا کفریہ کہ اس میں ادنیٰ سا شک بھی

شیعہ عقائد میں بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ بارہ اماموں کو انبیاء سابقین علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں اور یہ کفر ہے۔ یعنی غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا نبی کی توہین ہے لہٰذا ایسے شیعہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کے مرتکب ہو کر کافر ٹھہرتے ہیں اور دوسری وجہ کفریہ ہے کہ شیعہ حضرات قرآن کریم کو ناقص قرار دیتے ہیں یہ بھی کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں روافض جو قرآن کریم میں کمی بیشی کے قائل ہیں۔ ائمہ اطہار کو انبیاء سابقین میں سے کل یا بعض پر فضیلت دیتے ہیں وہ کافر مرتد ہیں اور آج کل عامہ روافض اسی قسم کے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج۔ ۵ صـ ۲۸۲)

اب جناب طاہر جو روافض وشیعہ کی ممبرشپ پر فخر کرتے ہیں اور ساتھ ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ہم عقیدہ بھی بنتے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے دل کی آواز سنیں کہ کہاں تک سینوں کو فریب دے رہے ہیں۔

حرف حجت

غرض یہ کہ جناب طاہر اور ان کے ہمنواؤں کا یہ خیال کہ تمام اسلامی فرقوں میں بنیادی قدریں سب مشترک ہیں۔ ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالکتاب

ایمان بالملائکہ، ایمان بالیوم الآخر اور ایمان بالتقدیر پر بھی متفق اور یکساں ایمان رکھتے ہیں ہماری گزشتہ تحقیق کی روشنی میں جو حرف حجت کی حیثیت رکھتا ہے، خیال غلط ثابت ہوا. کیونکہ ایمان باللہ میں یہ ضرور ہے کہ اس کی تمام صفتوں کو قدیم و ازلی و ابدی، دائمی اور لازوال مانا جائے اور ہر صفت کو عیب و نقص سے پاک و منزہ جانا جائے، صدق بھی اس کی صفت ہے اور یہ صفت کمال و لازوال ہے اور کذب ایک عیب و نقص ہے مگر جب اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، محمود حسن اور خلیل انبیٹھوی نے نہ صرف خدا تعالےٰ کو جھوٹ پر قادر ٹھہرایا بلکہ وقوع کذب تک کے قائل ہو گئے. بلکہ کذب کو اس کے ہر وعدہ و وعید و خبر کے لئے جنس اور بالفاظ محمود حسن وقوع قرار دیا تو خدا تعالےٰ کا صدق سرے سے ہی محال ہو گیا. نعوذ باللہ من ھذ الضلال والنکال - تو خدا تعالےٰ پر ایمان کیسے متصور ہوا؟ اسی طرح ایمان بالرسل میں ان کی تعظیم و توقیر کا بجا لانا بھی شامل ہے جس کا تعلق ان کی ذات سے بھی ہے اور صفات سے بھی ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں آپ کی خاتمیت زمانیہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے. ورنہ لفظ خاتم النبیین پر تو قادیانی بھی یقین رکھتے ہیں. لیکن قرآن "نظم اور معنی" دونوں کے مجموعہ کا نام ہے کسی ایک کا انکار دوسرے کا ہی انکار ہے. جب "خاتم النبیین" کے معنی "خاتم زمانی" کا انکار کر دیا جو امت کا اجماعی عقیدہ ہے اور متواتر منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہے اور قطعی ہے، تو لفظ "خاتم النبیین" کا بھی انکار لازم آگیا تو مسلمان کہاں اور ایمان کیسے متصور ہوا۔

مسائل ضروریہ کی ۲ دو قسمیں

جناب طاہر صاحب اور ان کے ہمنوا اس حقیقت سے باخبر ہوں گے کہ مسائل ضروریہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ جو ضروریات دین اسلام کہلاتے ہیں. جن میں سے کسی ایک کا انکار بلکہ

اس میں ادنیٰ سا شک بھی کفر قطعی اور ارتداد یقینی ہے وہ یہی مذکورہ بالا چھ ہیں مع تفصیلات کے جو عقائد میں مذکور و مسطور ہیں، بعض اسلام کے دعویدار فرقوں نے اگرچہ بظاہر ان چھ کا اقرار تو کیا لیکن کتاب و سنت سے ثابت ہونے والے دوسرے تفصیلی متعلقہ مسائل سے انکار کیا۔ جیسے شیعہ نے قرآن کریم کے کتاب کامل ہونے، انبیاء سابقین علیہم السلام کے بارہ اماموں سے افضل ہونے اور خلافت شیخین سے انکار کیا یہ کفر ہے، اس لئے اہلسنت وجماعت نے اپنے آپ کو ان فرقہ باطلہ سے ممتاز رکھنے کے لئے اور صراط مستقیم بتانے کے لئے ان مسائل کی تفصیل بڑی شرح وبسط سے فرمائی اور جو ضروریات مذہب اہل سنت سے شمار کئے گئے، جن میں سے کسی کا انکار ابتداع فی الدین گمراہی اور مذہب اہلسنت سے خروج شمار کیا گیا۔ آج کل وہابیہ (دیوبندی وغیر مقلدین) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق علمِ غیب کے منکر ہیں۔ بلاشبہ یہ بھی کفر ہے۔ اور اولیاء کے علم غیب کے قائل نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جسمانی کے قائل نہیں، استمداد کے قائل نہیں، جواز ندائے نبی ولی کے قائل نہیں، یہ مسائل اہلسنت کے متفقہ مسائل ہیں، وہابیہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ اہلسنت سے جدا اور متبدع و گمراہ شمار کئے گئے۔ **ھکذا حققہ علمائنا رحمہم اللہ تعالیٰ**

جناب طاہر اور ان کے ہمنواؤں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اہلسنت کا دوسرے فرقوں سے اختلاف فروعی مسائل میں بھی ہے اور اصولی مسائل میں بھی۔ ہم اہلسنت نے فروعی مسائل میں کسی کو کافر مرتد نہیں کہا اور اب پھر سن لیجئے کہ فاتحہ و میلاد کا انکار، عرس و گیارہویں کا انکار، قیام میلاد کا انکار، جواز ندائے یا رسول اللہ کا انکار، امداد کا انکار، مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے تمام جزئیات کے علمِ تفصیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کفر ہے نہ ارتداد۔ ہاں اصولی مسائل میں بیشک کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ آپ ہی بتلایئے کہ خدا کے لئے امکان کذب کا قائل ہونا ختم زمانی کا انکار، حضورؐ کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ بتانا، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں جیسا علم قرار دینا توہین نہیں، اور کیا یہ کفر

نہیں، ارتداد نہیں اور کیا یہ مسائل بھی آپ کے نزدیک فروعی مسائل ہیں۔ آپ کو یہ
بھی خبر نہیں کہ فروعی مسائل کسے کہتے ہیں۔ اور اصولی مسائل کسے کہتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ
ذات وصفات باری تعالیٰ اور ذات وصفات نبی سے تعلق رکھنے والے مسائل اصولی مسائل
ہیں، شریعت مطہرہ نے جو ان کی تفصیل پیش کی ہے۔ اس میں ذرہ برابر کمی ایمان کو نقصان دہ ہے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ارشادِ گرامی نام نہاد "اہلحدیث" کے بارے میں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے جواب میں ارشاد فرمایا "اولاً مصنف عیار کا
اتنا لکھنا ہی اس کی بدمذہبی وغیر مقلدی کے اظہار کو بس تھا کہ وہ لامذہبوں کو جن کا نام اس نے
لامذہبوں سے سیکھ کر اہلحدیث ومحدثین رکھا ہے اور حنفیہ کرام کو ایک پلّے میں رکھتا ہے اور
ان کا اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام وائمہ عظام رضی اللہ عنہم صرف فروعی بتاتا اور دونوں
فریق میں اتحاد مناتا ہے، حالانکہ غیر مقلدین کا ہم سے اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت
اصول دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے، ہماری تمام کتب اصول مالا مال ہیں کہ ہمارے اور
جملہ ائمہ اہلسنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں، کتاب وسنت واجماع وقیاس
لامذہبوں نے اجماع وقیاس کو بالکل اڑا دیا۔ ان کا پیشوا صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے۔
"قیاس باطل واجماع بے اثر آمد ان کی تمام کتابیں اس سے پُر ہیں کہ وہ سوا قرآن پاک کے
کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع وقیاس کے سخت منکر ہیں۔ اور ہمارے ائمہ نے اجماع و
قیاس کے ماننے کو ضروریات دین سے گنا ہے اور ان کے منکر کو ضروریات دین کا منکر کہا ہے
اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے، پھر ان کا ہمارا اختلاف فروعی کیسے ہو سکتا ہے، مواقف و
شرح مواقف موقف اول مرصدِ خامس مقصد سادس میں ہے - كون الاجماع
حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين: یعنی اجماع کا حجت
قطعی ہونا ضروریات دین سے ہے کشف البزدوی شریف میں ہے "قد ثبت بالتواتر

إن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم عملوا بالقیاس وشاع وذاع ذٰلک فیما بینھم من غیر ردو انکار (یعنی تواتر سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل فرماتے تھے۔ اور یہ ان میں مشہور ومعروف تھا جس پر کسی کو اعتراض و انکار نہ تھا۔ اسی میں امام غزالیؒ سے ہے "قد ثبت بالقواطع من جمیع الصحابة الاجتھاد والقول بالرأی والسکوت عن القائلین به وثبت ذلک بالتواتر فی وقائع مشھورۃ ولم ینکرھا احد من الامة فاورث ذلک علما ضروریا فکیف یترک المعلوم ضرورۃ"
یعنی قطعی دلیلوں سے ثابت ہے کہ جمیع صحابہ کرام اجتہاد و قیاس کو مانتے تھے۔ اور اس کے ماننے والوں پر انکار کرتے تھے اور یہ مشہور واقعوں میں تواتر کیساتھ ثابت ہوا اور امت میں کسی نے اس کا انکار نہ کیا تو اس سے علم ضروری پیدا ہوا تو جو بات ضروریاتِ دین سے ہے کیونکر چھوڑی جائے گی۔ در مختار باب السیر باب المرتد میں ہے۔ الکفر تکذیبه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی شئ مما جاء به من الدین ضرورۃ۔
یعنی ضروریات دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی شئے کا انکار کفر ہے۔ بالخصوص امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے قیاس سے ان گمراہوں کو جس قدر مخالفت ہے عالم آشکارا ہے۔ ان کی کتابیں ظفر المبین وغیرہ امام و قیاسیات امام پر طعن سے مملو ہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی صفحہ ۹۴ میں ہے۔ رجل قال قیاس ابی حنیفة حق نیست یکفر کذا فی التاتارخانیة۔ یعنی جو شخص کہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قیاس حق نہیں وہ کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔ ثانیاً یہ چالاک مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ اُسے کسی فریق سے مخالفت نہیں یہ بات لامذہب بیدین ہی کی ہو سکتی ہے۔ جسے دین و مذہب سے کچھ غرض نہیں ورنہ دو متخالف فریقوں میں مخالفت نہ ہوتی کیونکر معقول

شانشاءاللہ مذہبوں کا اہل سنت کے ساتھ اختلاف مثل اختلاف صحابہ کرام بتانا صراحۃً انہیں اہلسنت بتاتا ہے، حالانکہ ہمارے علماء صاف فرماتے ہیں کہ وہ گمراہ بدعتی جہنمی ہیں۔" (الفضل الموہبی اعلحضرت صفحہ ۵۱۔ طبع الہ آباد انڈیا)

داخلی فتنے

فتنوں کی دو قسمیں ہیں ایک خارجی اور دوسرے داخلی اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خارجی فتنوں سے داخلی فتنے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔
اسلام کے خارجی فتنے تمام غیر مسلم اقوام ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کے مقابلہ میں مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ یہودی، عیسائی وغیرہما اور اسلام کے داخلی فتنے وہ لوگ اور وہ طبقے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور انہوں نے شعوری یا لاشعوری کے تحت ایسے خیالات و مسالک اختیار کر لیے جن کی اسلام میں گنجائش نہ تھی۔ پھر ان میں زیادہ خطرناک وہ لوگ ثابت ہوئے جنہوں نے نہ صرف غلط عقائد و خیالات اپنا لیے بلکہ علماء اہلسنت نے جن ان کی اصلاح کرنا چاہی اور ایسی باتیں کہنے اور لکھنے سے منع کیا جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کا پہلو نکلتا تھا تو ان حضرات کو اور ضد چڑھی جس کے نتیجے میں انہوں نے وہ باتیں کہہ دیں اور لکھ ڈالیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح اور بالکل واضح اور کھلم کھلا نہایت ہی بے ادبی قرار پائیں جن میں کسی تاویل صحیح کی کوئی گنجائش نہ تھی چنانچہ حضرات علماء دیوبند کی عبارات ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ گذریں اور نمبر ۲ غیر مقلد حضرات جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بدعتی کہہ ڈالا اور خلفاء راشدین میں سے تینوں خلفاء، حضرت عمرؓ و عثمانؓ و علی رضوان اللہ علیہ السلام کو اپنے زعم میں نماز تراویح کی بیس رکعات کی بدعت کا مرتکب ٹھہرایا اور تین طلاقوں کے مسئلہ میں بھی کہ بیک وقت تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ ان خلفاء راشدین کو بدعتی ٹھہرایا (معاذ اللہ) پھر اجماع و قیاس شرعی کا انکار کیا یہ داخلی فتنے ہیں جنہوں

نے اسلام کو اندرونی طور پر کمزور کیا۔ اُمت میں انتشار پیدا کیا۔ بھلا سوچئے تو کہ ان عبارتوں کے کتابوں میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ سوا اس کے کہ اُمت میں انتشار پیدا ہو متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے قدم مضبوط ہوں۔ اسی لیے مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے ان فتنوں کا سختی سے نوٹس لیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :

"کفر اصلی سے ارتداد بدتر ہے، کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے مجوسیت اور اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت"

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ صـ ۶)

پھر وہابیوں کے تعصب کی حقیقت کھولتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وہابی سنیوں کو غیر مسلم مانتے ہیں" (ج ـ صـ ۵)

روافض

پھر شیعوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"هولاء القوم (الی الروافض) خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين" (ج ۶ صـ ۲۵)

"یعنی کہ شیعہ روافض ملت اسلامیہ سے خارج ہیں اور ان مرتدین کے سے ہیں"

غیر المقلدین

پھر غیر مقلدین جو اپنے آپ کو "اہلحدیث" کہتے ہیں، کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"بلا شبہ طائفہ تالفہ غیر مقلدین گمراہ بددین اور بحکم فقہ کفار و مرتدین" (ج ـ صـ ۱۲۳)

مبتدعین مثل وہابیہ و رافضہ و غیر مقلدین اُمت اجابت سے نہیں، کافروں کی طرح

اُمّتِ ... وعوت سے ہیں (لہٰذا اجماع میں ان کا خلاف معتبر نہیں (کما فی کتب الاصول) ۔

(ج۔ ٦۔ ص ٣٧)

جیسا کہ عرف الجادی مصنفہ نواب صدیق خاں میں ہے کہ

اجماع چیزی نیست قیاس مصطلح کہ آنرا دلیل رابع قرار دادہ اند خود مکفی المؤنۃ شد دنماند مگر آنکہ اولۂ دین اسلام وملت حنفۂ خیر الانام منحصر در دو چیز ست یکے کتاب عزیز دوم دیگر سنت مطہرہ وما ورائے ایں ہر دو کدام حجت نیرہ و برہان قاطع نیست (صفحہ ٣)

اجماع کوئی چیز نہیں قیاس اصطلاحی جسے فقہاء نے چوتھی دلیل قرار دیا ہے خود ہی ناکارہ ہوگیا اور باقی نہ رہا مگر دین اسلام اور ملت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل دو چیزوں میں منحصر ہیں ایک قرآن کریم اور سنت مطہرہ اور ان دو کے سوا کوئی چیز روشن حجت اور قطعی دلیل نہیں ۔

یہ فرقہ غیر مقلدین، جنہیں وہابی بھی کہا جاتا ہے اور جو خود کو اہلحدیث کہتے ہیں کے پیشوا جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تحریر اور اس فرقہ کے مسلک و اعتقاد کی ترجمانی ہے کہ اجماع و قیاس کوئی چیز نہیں ہیں۔ شریعت کے احکام کا ماخذ صرف دو چیزیں ہیں قرآن اور سنت۔

امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

اور آئمہ کرام وعلمائے اعلام ۔ حجیت اجماع کو ضروریات دین سے گنتے اور مخالفتِ اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں (ج ٦ ص ٣٦) اور (غیر مقلدین) فقہ کے منکر ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں ۔ قیاس و فقہ کی حجیت بھی ضروریات دین سے ہے. تو اس کا انکار ضرور کفر ہونا لازم ۔

بالجملہ بحکم فقہ بلکہ بحکم حدیث بھی طائفہ غیر مقلدین پر لوجوہ کثیرہ حکم کفر ہے ۔
(٦ ص ٢٦٦)

پھر لکھتے ہیں:

"بلاشبہ رافضی تبرائی بحکم فقہاء کرام مطلقاً کافر و مرتد ہے" (ج ۶ ص ۳۶)

تبرائی کا معنی ہے۔ اصحاب ثلاثہ یعنی سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے بری یعنی ان سے بیزاری اور دشمنی رکھنے والا احول شیعہ میں تبری و تولی ایمان کا جزء ہیں یعنی خلفاء ثلاثہ سے بری ہونا اور دشمنی رکھنا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا۔

نیز فرماتے ہیں:

"اب جو اہلحدیث کہلاتے ہیں ضرور اسمٰعیلی و گمراہ ہیں اور دیوبندیہ ان سے گمراہ تر، صریح مرتدین ہیں، علماء حرمین شریفین نے ان کی نسبت تصریح فرمائی کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ فَقَد كَفَر جو ان کے (کفریہ) اقوال سے باخبر ہو کر انہیں کافر نہ جانے بلکہ ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے" (ج-۶ ص۷)

قاسم نانوتوی صاحب نے لکھ دیا کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت سے صاف انکار ہے اور آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی صریح تکذیب ہے" (ج-۶ ص۴۲)

پھر لکھتے ہیں:

"جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز نماز پڑھتا ہے۔ اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس ظاہر دلیل ہے۔ کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ اسی لئے علماء حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کو کافر

مرتد لکھا اور صاف فرمایا کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ

(ترجمہ) جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانتا درکنار ان کے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر اور جن کو اس کی خبر نہیں اجمالاً اتنا معلوم ہے یہ بُرے لوگ بد عقیدہ بد مذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے اشد گناہگار ہوتے ہیں اور ان کی وہ نمازیں سب باطل و بیکار ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۸)

اعلیٰ حضرت پھر فرماتے ہیں ۔ جو شخص دیوبندیوں کو مسلمان ہی جانے یا ان کے کفر میں شک کرے ۔ یہ فتویٰ علمائے حرمین شریفین ایسا آدمی خود کافر ہے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ ۔ پھر سردارِ مسلمانان ———— (یعنی مولانا اور سید) کیسے ہو سکتا ہے ۔ گیارھویں کی نیاز کھا لینا (یا میلاد پڑھا لینا) دلیلِ اسلام نہیں ۔ بڑے بڑے کٹر وہابی جو اُسے حرام و شرک کہتے ہیں کھانے کو آپ سب دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں ۔ ایسا شخص جب تک وہابیہ اور خصوصاً ان دیوبندیوں کو جنہیں علما حرمین شریفین نے کافر لکھا نام بنام بالاعلان کافر نہ کہے اس کی توبہ صحیح نہیں ہو سکتی ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۸۸)

تو جناب طاہر صاحب اس کا گول مول جواب دیتے ہیں کہ میں ہر گستاخ رسول کو کافر سمجھتا ہوں ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ مگر صاف صاف فرقہ دیوبندیہ و فرقہ رافضہ شیعہ و فرقہ غیر مقلدین کا نام نہیں لیتے ۔ بلکہ ان کو تو اپنے ادارہ کا ممبر بنایا ہوا ہے ۔ ان سے ماہانہ چندے لیتے ہیں ، پھر اس مکتب فکر کا نام کیونکر لے سکتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ موصوف دوغلہ پالیسی اور منافقانہ چال چل رہے ہیں ۔ ایسا شخص کھلے بیدینوں اور گمراہوں سے بدتر ہے ۔ مینارِ پاکستان پر ختم نبوت کانفرنس میں سب فرقوں کو ایک طنبورے کے تار قرار دیا ۔

فتویٰ تکفیر کی اہمیت

علماء دیوبند کے ترجمان جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی (فاضل دیوبند) فرماتے ہیں ۔

"جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا۔ اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بنا دیا۔ حالانکہ کفر، کفر ہے اور اسلام، اسلام ہے، اس مسئلہ کو مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں، اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہی ہے جو منکر ضروری دین ہو اُسے کافر کہا جائے کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے؟ پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھتے تھے؟ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت اہل قبلہ نہ تھے؟ انہیں بھی مسلمان کہو گے؟ اہل قبلہ کے یہی معنی ہیں کہ تمام ضروریات دین کو تسلیم کرتا ہو۔ (اس سے چند سطور پہلے اسی صفحہ کے شروع میں ہے) اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے" کہ احتیاط شک کی جگہ ہوتی ہے، قطع اور یقین میں احتیاط نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک چیز دور سے پوری طرح سے نظر نہیں آتی اور شک ہے کہ شیر ہے یا انسان تو احتیاط کا مقتضی یہی کہ گولی نہ مارے۔ مگر جب قریب سے خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے کہ شیر آ رہا ہے خود بھی جانتا ہے اور دوسرے ہزار ہا آدمی بھی کہہ رہے ہیں کہ شیر آ رہا ہے مگر بھی شکاری صاحب گولی نہیں مارتے اور یہ فرماتے ہیں کہ میں احتیاط کرتا ہوں۔ کہیں یہ آدمی نہ ہو تو یاد رہے کہ اس احتیاط کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بے احتیاطی سے اپنی جان اور مسلمانوں کی جان کھو دے گا۔ یہ احتیاط نہیں بلکہ بے احتیاطی ہے جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہو گیا تو اب اس کو کافر نہ کہنا تو خود بے احتیاطی سے کافر اور مرتد ہونا ہے۔۔۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔" (اشد العذاب صفحہ 9) (پھر فرماتے ہیں: اصل بات یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر اور علماء اسلام کا مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر کہنا اس میں زمین آسمان کا فرق ہے فر (مولانا شاہ احمد رضا) خان صاحب) اور دوسرے علماء اہلسنت مع علماء حرمین شریفین کے نزدیک بعض علماء دیوبند بھی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب (اور علماء حرمین شریفین و دیگر علمائے اہلسنت) پر علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی ناگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے"۔ "کیونکہ جو کافر کو کافر نہ ۔۔۔ کافر ہے"۔

(اشد العذاب صفحہ ۱۳/۱۴)

وہابی کون ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

حضرات علمآء دیوبند کے قطب وغوث جناب رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ وہابی کون ہیں اور ان کے عقائد کیسے ہیں

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں الخ

(فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۱۱۱ طبع دہلی)

وہابی عقائد

اس کے بعد وہابی عقائد ملاحظہ فرمائیں۔ جنہیں علمآء دیوبند کے قطب وغوث عمدہ قرار دے رہے ہیں۔ یہ عقائد وہابی حضرات کی مشہور کتاب "کتاب التوحید" مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ اور اس کی متعدد شروحات خصوصاً ابن عبدالوہاب نجدی کے پوتے شیخ عبدالرحمن بن حسن متوفی ۱۲۵۸ھ کی تصنیف فتح المجید شرح کتاب التوحید اور قرۃ عمدۃ الموحدین اور الجامع الفرید سے نقل کئے جا رہے ہیں اور الجامع الفرید بھی کتابوں پر مشتمل ہے۔ ۱۔ کتاب التوحید از شیخ محمد بن عبدالوہاب۔ ۲۔ الزیارۃ مصنف شیخ ابن تیمیہ ۳۔ ما کمذ النعم الآثار مصنف شیخ عبدالعزیز بن باز ۴۔ تطہیر الاعتقاد شیخ صنعانی ۵۔ شرح الصدور شیخ شوکانی اور الرد علی شبہات المستغیثین بغیر اللہ شیخ احمد بن

ابراہیم اِس مجموعہ کو سعودی حکومت کی طرف سے طبع کرا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے

وہابی علما کے نزدیک اس امت کے اکثر لوگ مشرک ہیں

شیخ عبدالرحمن بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ فتح المجید شرح کتاب التوحید مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۷ھ ملاحظہ ہو۔ وہ اپنے فرقہ وہابیہ کے سوا دنیا بھر کے سب مسلمانوں کو ابو جہل سے بھی بدترین مشرک قرار دیتے ہیں

وہابی مذہب کا بانی امام ابن تیمیہ ہے

چنانچہ فتح المجید شرح کتاب التوحید کے مقدمۃ الطبع ش و د میں لکھتے ہیں۔

" اور مسلمانوں کا معاملہ صوفیہ کی وجہ سے ہمیشہ زوال پذیر رہا۔ یہاں تک کہ باطل، حق اور حق باطل ہو کر رہ گیا اور سنت بدعت اور بدعت سنت سے بدل گئی۔ حتیٰ کہ ساتویں اور آٹھویں صدی میں شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ پیدا ہوئے اور انہوں نے اور ان کے شاگرد ابن قیم نے کتابیں تصنیف کیں اور کما حقہ جہاد کیا پھر ان کے پیروکار مسلسل جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب (۱۱۱۵-۱۲۰۶) نے دین کی تجدید کی اور کما حقہٗ جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے آلِ سعود کی تلوار کو ان کا ساتھی کر دیا اور اس کے ذریعے انہیں قوت دی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی زبان اور آلِ سعود کی تلواروں کی دھار کے ذریعے دین کا بول بالا کر دیا۔ اس طرح جزیرۂ عرب میں اللہ کا دین اور اس کی نعمت کی تکمیل ہوتی اور اسلام کے نئے سورج کی شعاع سے جزیرۂ عرب جگمگا اٹھا۔ توحید کا غلبہ ہوا اور شرک ذلیل و خوار ہو گیا۔ مقدمۃ الطبع (و)

اسی کتاب فتح المجید شرح کتاب التوحید میں لکھتے ہیں ۔

۱۔ اس امت کے اکثر متاخرین ایسے ہی شرک میں مبتلا ہو گئے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جاہلیت کے دور میں لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے" (صفحہ ۲۰)

۲۔ اصحاب قبور کو وسیلہ ماننے والوں جو اس امت کا اکثر حصہ ہیں، نے خدائی شان کو جس کی قرآن میں مخلوق سے نفی کی گئی تھی اہلِ قبور کے لئے تسلیم کر کے حقیقتِ معنی کو الٹ دیا۔ جب ان کے سب سے بڑے متکلم پیشوا فخر الدین رازی بھی اللہ (خدا) کے معنی کو نہیں سمجھ سکا۔ تو ان کے عوام کا کیا کہنا (صفحہ ۳۵)

۳۔ ان پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے زمانوں کے مشرک زمانہ جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بد تر ہیں کیونکہ وہ تو آرام و راحت کے زمانہ میں اپنے بتوں کو پوجتے اور شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔ مگر مصیبت میں اپنے معبودوں کو پکارنا بھول جاتے اور خدا تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ لیکن یہ لوگ جو کلمہ پڑھتے ہیں۔ آرام و راحت کے علاوہ تکلیف و مصیبت میں بھی اہلِ قبور کی محبت اور ان کے پکارنے سے باز نہیں آتے اس طرح یہ دونوں صورتوں میں شرک کرتے ہیں (ص ۳۸/۳۹)

۴۔ قرونِ ثلاثہ (صحابہ و تابعین اور اتباع تابعین) کے بعد اس اُمت کے اکثر لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے (۴۵/۸۲)

۵۔ جس نے میت (صاحب قبر بزرگ) سے یا کسی غائب سے کسی چیز کا سوال کیا وہ مشرک ہو گیا (صفحہ ۷۰)

۶۔ یہ قبریں بت ہیں۔ اس کے باوجود کہ حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد علیہ السلام پیغمبر ہیں۔ ان کو بھی خطرہ تھا کہ کہیں شرک میں نہ مبتلا ہو جائیں تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ جس شرک سے ابراہیم علیہ السلام ڈرتے تھے قرونِ ثلاثہ کے بعد اس اُمت اکثر لوگ (حتی کہ

انا لیکن افسوس بالآخر لوگ بھی اس شرک میں مبتلا ہو گئے اور قبروں کا احترام کیا جانے لگا اور ان پر گنبد بنا نے گئے اور اس فعل کو دین ٹھہرا لیا گیا اور یہ قبریں اسی طرح کے بت ہیں جس طرح کے قوم نوح کے اور مشرکین عرب کے لات، عُزّٰی اور مناۃ بُت تھے۔ (صلاے)

۷۔ بلا شبہ اکثر لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ چاروں قطب اور ان کے اوپر ایک قطب غوث ہے وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں۔ شعرانی کی کتابیں پڑھئے اور دباغ کی "الابریز" اور تیجانیہ وغیرہ ایسے گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کی کتابیں پڑھ لیجئے ان کی کتابوں میں تمہیں وہ شرک ملے گا، جو ابوجہل اور اس کے مشرک بھائیوں کے دلوں پر بھی نہ کھٹکا تھا۔ (۷۵)

۸۔ آج کے زمانہ میں روئے زمین کے اکثر علما، مشرکانہ عقائد کے سوا توحید میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔ (ص۷۶)

۹۔ جس نے کسی میت (قبر والے) کو یا غائب کو پکارا اور اس کی طرف رُخ کیا یا دل سے متوجہ ہُوا، اس کی محبت سے یا اس سے ڈر کر، خواہ اس سے کوئی سوال کیا یا ذکر کیا، بس اسی بات سے مشرک ہو گیا اور اس کا یہ شرک وہی شرک ہے جسے اللہ تعالےٰ معاف نہ کرے گا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے کسی کو شفاعت کا ذریعہ بنانے کو حرام ٹھہرایا اور اُسے توحید کے خلاف قرار دیا۔ (ص۷۷ - ۷۸)

۱۰۔ اس میں ان مشرکوں کی تردید ہے جو بزرگوں کی کرامات کے قائل ہیں۔ (ص۹۳)

۱۱۔ شرک یہی نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جائے۔ نفع کے حصول یا نقصان سے بچنے کی غرض سے اللہ کے سوا کسی نبی و صالح اور فرشتہ کو، قبر والوں اور غائب کو بھی پکارنا شرک ہے وہ شرک کہ جسے اللہ تعالےٰ معاف نہ کرے گا۔ (۹۸ - ۱۰۴)

۱۲۔ صالحین اور بزرگوں کو پکارنے اور ان کے وسیلے کے ساتھ خدا سے مدد طلب کرنے والے یا اس خیال سے بزرگوں سے مدد مانگنے والے کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے تصرف و امداد کی طاقت بخشی ہے مشرک ہیں (ص۹۹)

۱۳- سلسلوں والے صوفیہ ہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے مریدوں اور پیروکاروں کی نظروں میں شرک اور اللہ ورسول کے ساتھ کفر کو مزین اور خوبصورت بنا ڈالا۔ ان کے شیطانی طریقے کی بنیاد ہی اپنی تعظیم وتکریم کرانا اور اپنے بارے میں مریدوں کو ڈرانا اور انہیں اسبات کا معتقد بنانا ہے کہ وہ اپنے مرید کے دل کے حال کو جانتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد ان کی تعظیم کریں۔ اس قسم کی گمراہی اور کفر شعرانی کی کتابوں میں بھرا پڑا ہے اور جیسے قیامت کے دن بُت اپنے پجاریوں سے بری ہو جائیں گے۔ یوں ہی (اہل بیت میں سے) حسینؓ اور اس کے بھائی اور اس کا باپ (علیؓ) اور اس کے بیٹے، امام شافعیؒ مُصر میں اور ابو حنیفہؒ اور عبد القادرؒ بغدادی اور ایسے ہی ان کے بڑے، قیامت کے دن ان مشرکوں (سنیوں) سے برائت کا اظہار کریں گے۔ (صـ ۱۰۹)

۱۴- صالحین اولیاء اللہ کو پکارنے والے مشرک ہیں اور ان کا یہ شرک۔ شرک اکبر (سب سے بڑا شرک اور کفر ہے (صـ ۱۱۴)

۱۵- ہمارے زمانہ کے مشرک اپنے خداؤں سے جنہیں وہ اولیاء کہتے ہیں، اللہ سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں، بلکہ جاہلیتِ اولیٰ کے مشرکین جو اپنے خداؤں سے محبت کرتے تھے یہ ان سے بڑھ کر اپنے خداؤں سے محبت کرتے ہیں (۱۱۵)

۱۶- جس نے کسی درخت یا پتھر یا کسی جگہ یا کسی قبر وغیرہ کو بابرکت سمجھا وہ مشرک و کافر ہو گیا (من تبرك بشجر أو حجر و نحوهما كبقعة و قبر ونحو ذلك اى فهو مشرك) (صـ ۱۳۳)

صالحین کی قبروں کو بابرکت سمجھنا ایسے شرک ہے جیسے لات (و عزیٰ اور منات (مشرکین کے بتوں) کی عبادت کرنا بلکہ یہ مشرکین کے اس شرک سے بھی بڑھ کر شرک ہے۔ (صـ ۱۳۶)

۱۷- بہت سے علماء (اہل سنت) اور عوام اس زمانہ میں قبروں کے ساتھ جو زیارت

و ادب و احترام و تبرک کا) معاملہ کرتے ہیں۔ یہ وہ گناہ (شرک) ہے جسے خدا تعالیٰ معاف نہ کرے گا۔ جب بعض صحابہ کرام تک شرک کو اچھا سمجھنے اور اس میں مبتلا ہونے لگے تھے (مگر انہیں حضور نے منع کر دیا) تو باقی اُمت کا کیا ہوگا، مصر میں حسین و زینب رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں، جہاں شرک ہوتا ہے اور عبدالعزیز دباغ جیسے گمراہ کا عقیدہ ہے کہ ایک ولی اللہ کے تین سو ساٹھ (مثالی) جسم ہو سکتے ہیں اور مصر کے علاوہ دوسرے ملکوں میں قبروں پر شرک ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو جلدی ایسے ہی شرک سے پاک کرے جیسے حجاز (عرب) کو جلالۃ الملک عبدالعزیز آل سعود کے ہاتھ سے پاک کیا (صہ ۱۳۹)

یہ مشرکین قبروں پر عرس اور ان کے یوم پیدائش مناتے ہیں۔ جیسے مصر میں احمد بدوی کا یوم پیدائش منایا جاتا ہے۔ یہ شرک ہے بلکہ شرک سے بڑھ کر ہے۔ (صہ ۱۰۰)

۱۹۔ جو شخص کسی بھی ولی کو یوں پکارے (یا سیدی فلان انصرنی او اغثنی (الی ان قال) فکل هذا شرک وضلول یستتاب صاحبہ فان تاب والا قتل) یا سیدی فلاں میری مدد کیجئے۔ یہ شرک اور گمراہی ہے۔ ایسا کہنے والے سے کہا جائے گا کہ توبہ کرے اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔

(صہ ۱۶۷)

۲۰۔ تیجانی مشرک خبیث اور ابن عربی حاتمی وحدۃ الوجود کا سب سے بڑا داعی اور ابن الفارض اور ان جیسے جنہیں لوگ ولی معبود سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر عظیم الشان گنبد بنائے گئے۔ الخ (فتح المجید صہ ۱۷۹)

۲۱۔ امام بوصیری قصیدہ بردہ شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں :- ؏

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

کہہ کر شرک کا مرتکب ہوا۔ (فتح المجید صـ ۲۲۶/۲۲۰)

۲۲- محی الدین ابن عربی روئے زمین کا سب سے بڑا کافر تھا (فتح المجید صـ ۲۲۱)

۲۳- جو لوگ کلمہ گو ہو کر قبروں اور اولیاء سے روحانی امداد اور حصول برکات کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بت پرستوں سے بڑھ کر مشرک ہیں۔ ان کی نیتوں کا کوئی اعتبار نہیں کہ ہم ان کو دل میں خدا کا شریک اعتقاد نہیں کرتے یہ لوگ ہر صورت مشرک ہیں بلکہ مشرکوں سے بھی بدتر کافر اصلی ہیں (الجامع الفرید صـ ۵۰۳ مطبوعہ جدہ سعودی عرب)

یہ وہابیوں کے عقائد ہیں جن کی رو سے روئے زمین کا کوئی اہلسنت مسلمان مشرک قرار پائے بغیر نہیں رہتا۔

۲۴- اس امت کے اکثر متاخرین شرک میں مبتلا ہو گئے، جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے لوگ مبتلا ہوئے، متاخرین اُمت قبروں۔ زیارت گاہوں کی عبادت میں لگ گئے، جیسے جاہلیت کے لوگ لات وعزیٰ منات اور ہبل وغیرہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور انہوں نے اس شرک کو دین ٹھہرایا جاہلیت کے دور کے مشرک اس اُمت کے اکثر لوگوں کی نسبت " لا إله الا الله کے معنی کو زیادہ جانتے تھے، خصوصاً اس اُمت کے متاخرین علماء سے بھی بڑھ کر ان علماء میں سے ایسے بھی ہیں (امام فخرالدین رازیؒ جیسے) جنہیں بعض احکام اور علم کلام پر خاصا درک وفہم حاصل ہے تو یہ علماء توحید عبادت سے جاہل رہے تو توحید کے خلاف جاہلیت میں جا گرے، اس اُمت کے اکثر متاخرین (صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے بعد والوں) کی عبادت میں شرک اور بدعت شامل ہو گئی (الجامع الفرید صـ ۶)

۲۵- اس اُمت کے اواخر (صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے بعد والے) مشرک لوگ اس توحید کے منکر ہو گئے، جس کے جاہلیت کے دور کے لوگ منکر ہوئے تھے۔

(الجامع الفرید صـ ۱۱ ۸)

۲۶۔ "اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔ تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص۱۲)

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ (تقویۃ الایمان ص۳۴)

"حضور علیہ السلام بے حواس ہو گئے"۔ (تقویۃ الایمان ص۲۶)

"انبیاء کرام بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنا چاہیئے"۔

اولیاء اللہ و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہوئے (تقویۃ الایمان ص۵۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان کہ آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (صفحہ ۵۰)

"جیسا کہ ہر قوم کا چوہدری اور ہر قوم کا سردار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے"۔

(تقویۃ الایمان ص۵۳)

اس تقویۃ الایمان کتاب کے بارے میں علماء دیوبند کے مرشد جناب رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ

"بندے کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔"

(فتاوی رشیدیہ ج۱ ص۱۱۲)

"اولیاء کرام کو انبیاء کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور ان کا ہم استاد بھی کہہ سکتے ہیں اور ان کے باطن پر وحی بھی نازل ہوتی ہے۔ (صراط مستقیم اسمٰعیل دہلوی ص۶۵)

"نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل میں خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہونے سے بھی برا ہے۔ (صراط مستقیم ص۱۳۶)

یہ وہ عقائد ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی سے لے کر ہندوستان کے اسمٰعیل دہلوی جنہیں شاہ اسمٰعیل شہید کہتے ہیں تک وہابیوں میں آرہے ہیں ۔ پھر علماء دیوبند نے ان عقائد کو اپنے مرشد رشید احمد گنگوہی کے ذریعے قبول کیا۔ ان کے علاوہ غضب درغضب یہ کہ انہوں نے اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہ گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں کہ کسی کھلے کافر کو بھی اس کی مجال نہ تھی اور وہ گستاخیاں اُن کے عقائد میں بدل گئیں ۔

علماء و مشائخ اہلسنت کی تکفیر

قارئین کرام ! ان وہابی حضرات کے خیالات آپ نے ملاحظہ فرمائے تھے کہ ان کی نظروں میں خود ان کی اپنی ذات (وہابی عقیدہ والوں) کے سوا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے ، سب کے سب مشرک اور کافر بلکہ زمانۂ جاہلیت کے مشرکین اور کفار سے بھی بڑھ کر مشرک و کافر ہیں۔ اور ساتھ ہی اکابرین و ائمہ اہلسنت حضرت شیخ امام عبدالوہاب شعرانی، حضرت امام تیجانی، حضرت امام عبدالعزیز دباغ، حضرت امام فخرالدین رازی اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ اور حضرت امام شرف الدین بوصیری صاحب قصیدہ بردہ شریف رضی اللہ عنہم کو ان کے نام لے کر سب سے بڑے مشرک اور سب سے بڑے کافر ٹھہرا رہے ہیں تو باقی مسلمانوں کا کیا عالم ہوگا۔ جو ان بزرگوں کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں، حنفی، شافعی و مالکی و حنبلی چاروں فقہ والے ان مشائخ و علماء حق کے علوم و معارف سے اکتساب فیض کرنے والے ہیں، یہ سب کے سب مشرک و کافر ہو گئے ۔ اس کے بعد ان وہابیوں کے سوا جو پوری دنیا کے مسلمانوں کے مقابلہ میں مٹھی بھر ہیں کون مسلمان رہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ کیا اس کو فروعی اختلاف کہتے ہیں ۔ جناب طاہر صاحب اور جسٹس صاحب غور فرمائیں کہ کیا کفر و اسلام کی نوعیت کا اختلاف بھی فروعی نوعیت کا ہوتا ہے ؟ تو پھر اصولی اختلاف کیا ہوگا ؟

امام عبد الغنی نابلسی کا ان ائمہ کرام اور انکے منکرین کے بارے میں فرمان

اب امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ استاذ و شیخ امام ابن عابدین صاحب علیہ الرحمۃ فتاوی شامیہ کا ان ائمہ دین اور اُن کے منکرین کے بارے میں فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں۔ امام ابن عربی، ابن الفارض، ابن سبعین، عفیف تلمسانی، جیلانی، رومی کے منکر گمراہ اور منافق ہیں۔

کما وقع من المنکرین علی ابن العربی وابن الفارض وابن سبعین والعفیف التلمسانی والجیلی والجلال الرومی وامثالھم فان من انکر علیھم فقد انکر العلم الباطن ومن انکر العلم الباطن ومن انکر العلم الباطن فقد انکر اسرار الشریعۃ المحمدیۃ فھو متبدع وضال وانما ھو مؤمن بحسب ظاھر الشریعۃ کایمان المنافق

اس کا مفہوم یہ ہے کہ (کچھ علماء ظاہر علم باطن کے منکر ہیں جو اہل معرفت کو نہیں مانتے) جیسے ان منکرین میں سے امام ابن العربی، ابن الفارض، ابن سبعین والعفیف التلمسانی و جیلانی اور جلال رومی ایسے اہل معرفت کے منکرین ہیں، بلاشبہ جو ان کا منکر ہو وہ علم باطن کا منکر۔ اور جو علم باطن کا منکر ہے وہ شریعت کے رموز کا منکر ہے۔ پس وہ بدعتی (اہلسنت سے خارج) اور گمراہ ہے اور وہ ظاہر شریعت کے اعتبار سے ہی مؤمن ہے۔ جیساکہ منافق کا ظاہری ایمان ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ)

(ج ۱ ص ۶۲۸ ۶۲۹)

یہ علامہ امام عبد الغنی نابلسی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۱۴۳ھ علامہ امام سید ابن

عابدین شامی علیہ الرحمۃ کے استاذ و شیخ ہیں۔ فرماتے ہیں، امام محی الدین ابن العربی امام ابن الفارض و ابن سبعین و امام عفیف تلمسانی و امام السید الشیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم و امام جلال الدین رومی صاحب مثنوی ایسے مشائخ اہلسنت کے منکر اہلسنت سے خارج اور گمراہ ہیں اور ان کا ایمان منافقوں کے ایمان کی طرح محض ظاہری ہے۔ گویا وہابی لوگ اسلام میں محض کلمہ گو ہیں۔ یعنی زبانوں سے کلمہ پڑھنے والے نہ کہ دل سے اس لئے یہ اختلاف ہرگز فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے۔ لہٰذا یہ لوگ زندیق و بے دین ہی ٹھہرے۔

تبلیغی جماعت کے بزرگوں کا اقرار کہ وہ وہابی ہیں۔

اس کے بعد تبلیغی جماعت کے بزرگوں جو دیوبندی مذہب کے اکابر ہیں، کا اقرار بھی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ وہابی ہیں ہے۔ علماء دیوبند کے معروف بزرگ عالم جناب منظور احمد نعمانی نے اپنے ماہنامہ الفرقان میں لکھا ہے، جو لکھنؤ سے نکلتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کے شیخ الحدیث ذکریا سے کہا کہ

"ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت "وہابی" ہیں۔" (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مولانا محمد یوسف نمبر صفحہ ۲۳ و سوانح مولانا محمد یوسف صفحہ ۱۹۱)

انہوں نے جواب دیا۔ "میں خود تم سے بڑا "وہابی" ہوں"۔

(ماہنامہ الفرقان مذکور صفحہ ۲۴ و سوانح مولانا محمد یوسف صفحہ ۱۹۱)

حرفِ آخر

راقم نے ان تہتر فرقوں کی ضرورت کی حد تک تفصیل بیان کی ہے اگر اس سے زیادہ تفصیل دیکھنا مطلوب ہو تو مولانا علامہ نجم الغنی علیہ رحمۃ اللہ رامپوری کی کتاب "مذاہبِ اسلام" کا مطالعہ کریں اس سے زیادہ مُفصّل کتاب اردو میں نہیں ہے۔ نیز پھر ایک بار عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے فرقے شیعہ، وہابی (غیر مقلد ہوں یا دیوبندی حضرات یا مودودی ازم والے) ان سب سے اہلسنّت وجماعت کو ہمدردی ہے۔ اس لیے ہم بصد نیازمندی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو آپس میں مل بیٹھیں اور کسی تعصّب وعناد کے بغیر محض رضائے الٰہی اور امت کے اتحاد، اتفاق اور غلبۂ اسلام کے لیے ان عبارات وخیالات کو جو انتشارات کا باعث بنیں، جن پر کفر کے فتوے علماءِ حرمین شریفین نے بھی عائد فرمائے چھوڑ دیں اور کتابوں سے نکال دیں بلکہ ان کتابوں کا چھاپنا ہی بند کریں جن میں یہ عبارات گستاخانہ موجود ہیں۔ بلکہ ان عبارات سے اور اُن کے قائلین سے برأت کا اظہار و اعلان فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے نبی و رسول ہیں اور ہمارے مشترکہ اکابر خلفائے راشدین و ائمہ مجتہدین اُن کے سلسلے کے تلامذہ ہیں جو دیوبند و بریلی کے علماء کے نزدیک متفق علیہ علمی شخصیتیں ہیں۔ بس ان کے راستے اُن کی تعلیمات اور ان کے فیصلوں کو اپنا راہنما بنا کر چلیں۔ سب اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

فقط قادری